MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

ہوئی۔ شجاع خاں ۔ شریف خاں سدوزئی اور شریف بیگ تکلو کا جو یکے بعد دیگر ملتان کے ناظم ہوئے آپس میں جھگڑا ہو گیا اور شریف بیگ تکلو نے جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ یہ دونوں سردار اس دعوت کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار تھے اور انہوں نے ایک بڑی فوج کے ساتھ جنوب کی جانب کوچ کر کے شجاع خاں اور اس کے مددگار بہاولپور کے داؤد پوتروں کو شکست دی اور ملتان پر اپنا قبضہ کر لیا شریف بیگ نے اس طرح سخت دھوکا کھا کر پہلے تلمبہ میں اور پھر خیر پور تنوین میں پناہ لی جہاں وہ جلد ہی مر گیا۔

پھر جھنڈا سنگھ نے دیوان چاچھو والیا کو ایک مضبوط فوج دیکر ملتان کے قلعے میں چھوڑا اور شمال کی جانب کوچ کیا۔ پہلے یہ رام نگر گیا جہاں چٹھوں سے ذمذم یا بھنگیوں والی توپ* واپس لی۔ وہاں سے جموں کی

* اس توپ کا حال قابل ذکر ہے۔ اس کو معہ اسی قدر و قامت کی ایک اور توپ کے شاہ ناظر نے ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ کے وزیر اعظم شاہ ولی خاں کی فرمایش سے لاہور میں ڈھالا تھا۔ اس کے ڈھالے جانے کی تاریخ (۱۱۷۴ سنہ ہجری) ان بیس مصرعوں کے اخیر مصرع "پیکر اژدہائے آتش بار" سے بحساب ابجد نکلتی ہے جو اس پر کندہ ہیں۔ وہ مصالحہ جس سے یہ توپیں ڈھالی گئی تھیں تانبے اور پیتل کا مرکب تھا جو جزیہ میں لاہور کے ہر ایک گھر سے ایک برتن لیکر اکٹھا کیا گیا تھا جب احمد شاہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے مقام پر افغانوں پر فتح حاصل کر کے کابل واپس چلا آیا تو اس نے ذمذم تو اس وجہ سے کہ اس کی باربرداری کا انتظام نہ ہوا تھا۔ خواجہ عابد کے جس کو اس نے ناظم مقرر کیا تھا سپرد کر کے لاہور چھوڑ دی۔ اور دوسری توپ اپنے ساتھ لے چلا مگر یہ بھی رستے میں دریائے چناب میں کھوئی گئی۔ ذمذم

والئے پٹیالہ کے ساتھ ایک لڑائی میں مارا گیا۔ پھر جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ دو بھائیوں نے جو اسکے ماتحت نوکر تھے اس کی جگہ بھنگی مسل کے ایک حصے کی کمان لی۔ یہ دونوں پنجوار نزد ترنتارن کے ڈھلون جاٹ تھے ان کی زیر افسری بھنگی مسل بڑی طاقتور ہوگئی ان کے ساتھ بہت سے مشہور رؤسا مثلاً بھاگ سنگھ الہلووالیہ۔ تارا سنگھ۔ شیر سنگھ اور رائے سنگھ بوڑیہ والا سدھ سنگھ ڈوڈیہ۔ صاحب سنگھ سیالکوٹیہ۔ ندھان سنگھ اتو ملے ہوئے تھے اور ان رؤسا کے ساتھ (گو درجے میں ان سے کم نہ تھے) دو بھنگی رؤسا گوجر سنگھ اور لہنا سنگھ بھی تھے جن کا حال اسی تاریخ میں آگے دیا گیا ہے۔

۱۷۶۶ء میں جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ نے بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ ملتان پر حملہ کیا وہاں کے ناظم شجاع خاں اور مبارک خاں والئے بہاولپور سے ستلج کے کناروں پر اُن کی لڑائی ہوئی۔ مگر جانبین میں سے فتح کسی کی بھی نہیں ہوئی البتہ ایک عہد نامہ ہوگیا جس کے رو سے سکھ اور افغان ریاستوں میں پاک پٹن سرحد قرار پایا بعد ازاں جھنڈا سنگھ امرتسر واپس آگیا جہاں یہ قلعہ بھنگی کی جس کو ہری سنگھ نے بنانا شروع کیا تھا اور جس کے کھنڈرات لون منڈی بازار کے پچھلی طرف ابھی تک دکھائی دیتے ہیں تکمیل کرنے میں مصروف ہوا۔ رئیس ملتان کے ساتھ متذکرہ بالا عہدنامے کو ہوئے ابھی بہت عرصہ نہ ہوا تھا کہ جھنڈا سنگھ نے اس کی شرائط کو توڑ دیا اور رئیس مذکور کے علاقے پر ۱۷۷۱ء میں حملہ کیا۔ اس نے ڈیڑھ مہینے تک قلعے پر بغیر کسی کامیابی کے محاصرہ رکھا یہاں تک کہ افغان سپاہ جہاں خاں کے ماتحت قریب پہنچ گئی جسکی وجہ سے اسے اپنا سامنہ لے کے واپس ہونا پڑا۔

دوسرے سال ۱۷۷۲ء میں اسے پہلے سال کی نسبت زیادہ کامیابی

CSL

قصور کا ایک باشندہ بھاما سنگھ نامی طاقتور بھنگی مسل کا بانی بھانی خیال کیا جا سکتا ہے مگر وہ ایک قزاق سے کچھ ہی بہتر تھا اور اس کے ہمراہی بھی ۳۰۰ سے زیادہ نہ تھے۔ اس کی جگہ اس کا بھتیجا ہری سنگھ جانشین ہوا جو بھوپ سنگھ کا لڑکا موضع پٹوہ متصل وڈنی کا زمیندار اور بڑا قابل آدمی تھا۔ اس نے قزاقوں کے گروہ کو فوج کی صورت میں متشکل کر دیا اور پنجاب کے ایک بڑے حصے کو کھونڈ ڈالا۔ چونکہ اس کو بھنگ پینے کی عادت تھی اس وجہ سے مسل کا نام بھنگی پڑ گیا۔ بعض کا بیشک یہ قول ہے کہ مسل کا یہ نام دراصل بھاما سنگھ کی وجہ سے پڑا جو ایسا مدمغ تھا کہ سکھ لوگ اس کو بالا باش کہا کرتے تھے۔ اس خطاب کے ترکی ہونے کی وجہ سے بھاما سنگھ ایسا دق ہوتا تھا کہ اس نے اپنے رفیقوں سے التجا کی کہ وہ اس کا کوئی اور نام بدل دیں۔ چنانچہ جب یہ امرتسر کے دربار صاحب میں جاتا تھا تو اس کو خالصہ لوگوں کے لئے بھنگ گھوٹنے کا کام دیا جاتا تھا اور اس کو بھنگی کہتے تھے۔ عموماً اس نام کی پہلی وجہ ہی زیادہ مانی جاتی ہے ✦

ہری سنگھ نے جس کا صدر مقام موضع سُہال ضلع امرتسر تھا۔ گرد و نواح کے بہت سے علاقے سیالکوٹ۔ کڑیال۔ ہیرووال پر قبضہ کر لیا۔ اس نے چنیوٹ اور جھنگ سیال کو لوٹا اور جموں پر حملہ کر کے اسے بھی اپنا باجگذار بنایا۔ حملہ تو اس نے ملتان پر بھی کیا تھا مگر ناکامیاب رہا۔ ۱۷۶۲ء میں اس نے موضع خواجہ سعید کے کوٹ پر جو لاہور سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور جہاں خواجہ آباد افغان ناظم کا اسلحہ خانہ تھا حملہ کیا اور بہت سا لوٹ کا مال ہتھیار اور سامان جنگ لے گیا۔ ۱۷۶۳ء میں یہ کنھیا اور رام گڑھیوں کے ساتھ اُن کے قصور کے حملے میں شریک ہوا اور دوسرے سال راجہ امر سنگھ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT
CSL

سردار ٹھاکر سنگھ بھنگی

ہری سنگھ

جھنڈا سنگھ (وفات ۱۷۷۴ء) — گنڈا سنگھ — نوید سنگھ

امر سنگھ (متوفی) — دیسا سنگھ (وفات ۱۷۸۲ء)

گلاب سنگھ (وفات ۱۸۰۰ء) — کرم سنگھ

گوروت سنگھ — جسا سنگھ

مول سنگھ (متوفی) — گنڈا سنگھ (متوفی) — سردار اجیت سنگھ (متوفی) — فتح سنگھ (متوفی) — جیل سنگھ (متوفی)

وساوا سنگھ (ولادت ۱۸۴۲ء) — سردار ٹھاکر سنگھ (ولادت ۱۸۳۹ء) — حاکم سنگھ (ولادت ۱۸۵۹ء)

ہرنام سنگھ (ولادت ۱۸۶۷ء) — ہروت سنگھ (ولادت ۱۸۸۶ء)

گوربخش سنگھ (ولادت ۱۹۰۲ء) — شیو دیو سنگھ (ولادت ۱۹۱۰ء)

نتھا

گریا سنگھ (وفات ۱۸۳۵ء) — گوجر سنگھ (وفات ۱۷۸۸ء) — سہال سنگھ (وفات ۱۷۸۱ء) — آنا سنگھ (فقیر ہوگیا)

چیت سنگھ (وفات ۱۸۶۳ء) — سکھا سنگھ — صاحب سنگھ (وفات ۱۸۱۱ء) — فتح سنگھ (وفات ۱۸۳۲ء)

رام سنگھ (وفات ۱۸۸۸ء) — گلاب سنگھ (وفات ۱۸۳۲ء) — جیل سنگھ (وفات [illegible])

پرتاب سنگھ (وفات [illegible]) — مہتاب سنگھ (وفات [illegible]) — ہیرا سنگھ (وفات ۱۸۶۷ء) — چندا سنگھ (وفات [illegible]) — جوالا سنگھ (وفات [illegible])

بوٹا سنگھ (ولادت [illegible]) — مولا سنگھ (ولادت [illegible]) — دولا سنگھ — میاں سنگھ (وفات [illegible]) — ہیرا سنگھ (وفات [illegible]) — بدھ سنگھ (ولادت [illegible]) — جسونت سنگھ (وفات [illegible])

اوجاگر سنگھ (ولادت [illegible]) — تیجا سنگھ (ولادت [illegible]) — جیجا سنگھ (ولادت [illegible]) — موتا سنگھ (ولادت [illegible]) — نتھا سنگھ (وفات [illegible]) — اوتار سنگھ (ولادت ۱۹۱۰ء)

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

سردار تیجا سنگھ بھنگی

S. Teja Singh Bhangi.

سردار موتا سنگھ بھنگی

S. Mota Singh Bhangi.

وجہ سے نسبتاً تھوڑے تھے ۔ جوالا سنگھ ۱۸۹۷ء میں فوت ہوا ۔ اس کا بڑا بیٹا سنت سنگھ اب خاندان کا بزرگ ہے اور خاندانی جایداد اس میں اور اس کے بھائی جگندر سنگھ میں بحصۂ مساوی تقسیم ہو گئی ہے ۔ سنت سنگھ نے سنٹرل انڈیا رسالے میں ۱۵ سال ملازمت کی اور پنشن پر ملازمت سے علیحدہ ہونے کے وقت رسالدار تھا ۔ اودھ کی جایداد میں اس کے حصے کے علاوہ اس کے قبضہ میں ضلع گوجرانوالہ کے بیس مربعے اور ضلع امرتسر کی قریباً ۲۷۵ بیگھہ اراضی ہے ۔ وہ ڈویژنل درباری ہے ۔ اس کا چچیرا بھائی نہال سنگھ اودھ کی فوجی پولیس میں رسالدار تھا اسے رکھبراولی پور تحصیل ترنتارن میں ۵۰ روپے کی علی الدوام جاگیر بھی عطا ہوئی تھی ٭

سنت سنگھ کا چچا آلا سنگھ بھی مشہور سپاہی تھا ۔ یہ ۱۸۷۵ء میں سنٹرل انڈیا رسالے میں ملازمت کی حالت میں دو لڑکے جنھوں نے اپنے باپ کی طرح فوجی ملازمت کی چھوڑ کر فوت ہوا ۔ بڑا لڑکا تیجا سنگھ بنگال کے گیارہویں رسالے میں رسالدار تھا ۔ یہ سر پیٹر لمسڈن صاحب بہادر کے ماتحت سرحدی کمیشن کے ہمراہ گیا اور پنجدہ کے حادثے میں اس نے اچھی خدمات کیں جن کے عوض اسے راؤ بہادر کا خطاب ملا ۔ سنت سنگھ کا دوسرا چچا چندا سنگھ اسی رسالے میں وردی میجر تھا ۔ اور تیجا سنگھ کا بھائی بھگت سنگھ بھی بنگال کے گیارہویں رسالے میں تھا ٭

ٹہل سنگھ اور روپ سنگھ کی اولاد ہوشیار پور میں رہتی ہے جہاں موضع زرد کی جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جوت سنگھ کو عطا کیا تھا ابھی تک خاندان کے قبضے میں ہے ٭ شادی کی وجہ سے سنت سنگھ کی خاندان گھنولی ضلع انبالہ اور خاندان بٹی ضلع لاہور سے رشتہ داری ہو گئی ہے ۔ اور اسی طرح اس کے بھائی گجندر سنگھ کی رشتہ داری سرداران اٹاری کے ساتھ ہے ٭

رجمنٹ میں تبدیل کر دیا گیا۔ ۱۸۶۰ء میں لفٹننٹ جنرل سر سام براؤن صاحب بہادر بالقابہ نے اُس کی نسبت مفصلہ ذیل تحریر کی :۔ "کسی شخص نے بھی ایسے بہادری کے کام نہیں کئے۔ جیسے کہ پنجاب سنگھ نے کئے ہیں۔ اس کی قوت ممیزہ و دور اندیشی اس کی بہادری کے برابر ہیں"۔ سر ہوپ گرانٹ صاحب بہادر بالقابہ نے جو ۱۸۵۷ء میں رسالے کے ایک حصے کے کمان افسر تھے۔ اس کو "ایک اولوالعزم اور بہادر سپاہی اور ہر قسم کے معاوضہ کا مستحق تحریر فرمایا"۔ وہ دہلی کے محاصرے میں موجود تھا اور اس نے آخری حملے میں حصہ لیا نیز بلند شہر و علیگڑھ کی لڑائیوں میں کرنیل گریٹ ہیڈ کی فوج کے ساتھ شامل تھا۔ آگرہ اور کانپور کے گرد و نواح کی بہت سی لڑائیوں میں بھی شریک رہا اور اس نے لکھنؤ چھڑانے میں بھی مدد دی اس کی خدمات کے صلے میں اس کو آرڈر آف میرٹ اور آرڈر آف برٹش انڈیا ملے اور کھیری ضلع اودھ میں اراضی دی گئی جس کی آمدنی اب ۴۰۰۰ روپے سالانہ ہے۔ پنجاب میں رکھ سوکر چک تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر کی ۷۰۰ ایکڑ اراضی اسے عطا ہوئی۔ جس کی قیمت ۵۸۴ روپے سالانہ اقساط سے لی جانی قرار پائی۔ وہ ۱۸۶۹ء میں مرا اور اس کا بڑا لڑکا جوالا سنگھ اس کی جگہ خاندان کا بزرگ ہوا۔ یہ ذیلدار ڈسٹرکٹ کمیٹی کا ممبر اور ڈویژنل درباری ہونے کی وجہ سے اپنے علاقے میں بہت ممتاز شخص تھا۔ اس نے کھیری ضلع اودھ میں ۴ مواضعات خریدے جن کے مالیہ کی تشخیص ۵۵۰۰ روپے اس عطیہ کی آمدنی کے علاوہ ہے جو اس کے باپ کو فوجی خدمات کے صلہ میں ملا تھا۔ ضلع امرتسر میں اس کی خاندانی املاک موضع رسول پور میں صرف ۱۰۰ بیگھہ اراضی ہونے کی

سردار سنت سنگھ کے جد اعلیٰ سجان سنگھ (سکھ جاٹ) نے ۱۷۶۰ء میں سوکر چکیہ مسل میں شامل ہو کر مانجھا کو چھوڑا اور پہلے انبالہ اور بعد ازاں دوآبہ جالندھر میں بڑی جاگیریں حاصل کیں جن کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۴۰۰۰ کی مالیت کی تھیں۔ اس کے بیٹے جودھ سنگھ کو علاقہ مولی ضلع انبالہ سے خود اس کے ہمنام خالصہ سردار نے نکال دیا پھر خاندان کے قبضے سے ہوشیارپور اور جالندھر کے بہت سے مقبوضات بھی نکل گئے۔ ان کا وطن رسول پور تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے معمولی فوجی خدمات کی شرائط پر جودھ سنگھ کو ۱۰۰۰۰ کی ایک جاگیر دی اور جب ۱۸۴۹ء میں لاہور کا علاقہ سرکار انگریزی کے علاقے کے ساتھ ملحق ہو گیا تو یہ جاگیر گھٹا کر ۲۰۰۰ کی کر دی گئی۔ اس جاگیر کے مواضعات رڑکی، سیحرا اور سرائے تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور تھے ۱۸۹۶ء میں جودھ سنگھ کی وفات پر یہ عطیہ بھی ضبط ہو گیا اور موضع رڑکی کا ایک حصہ جس کی آمدنی ۲۶۰ روپے تھی مراحم خسروانہ کے طور پر اس کے ورثا کے نام جاری رہا۔ جودھ سنگھ کا پوتا پنجاب سنگھ ایک ممتاز سپاہی تھا جو اپنی فوجی ملازمت کے دوران میں ۳۲ لڑائیوں میں جانفشانی سے لڑا اور اپنی خدمات کے عوض سردار کا خطاب حاصل کیا۔ سکھوں کی قوت ٹوٹ جانے سے پہلے اس نے مہاراجہ کے گھوڑ چڑھوں میں پندرہ سال ملازمت کی تھی اور ملک کے سرکار انگریزی کے علاقے کے ساتھ ملحق ہو جانے کے تھوڑے عرصہ بعد پنجاب کا دوسرا غیر آئین رسالہ بننے پر اسے اس کا رسالدار بنا دیا گیا تھا۔ اس عہدے پر وہ ۱۸۵۵ء تک مامور رہا پھر کمیدان بنا کر اودھ کی سوار پولیس کی پانچویں

سنت سنگھ رسول پوریہ

سُجان سنگھ

سردار چودھ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۰۵ء)

۱ سرمکھ سنگھ — ۲ گورمکھ سنگھ — ۳ ٹہل سنگھ — ۴ روپ سنگھ

۱ ترن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۳۹ء) — ہیرا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۳۹ء) — سردار پنجاب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۹ء) — ۱ عطر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۸ء) — ۲ چتر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۲۹ء) — رام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۳۹ء)

نرائن سنگھ — ۲ نرندر سنگھ (متوفی) — گنڈا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء) — کہار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۳ء) — ۱ شام سنگھ — ۲ نہال سنگھ — ملن سنگھ

سردار جوالا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۹ء) — ۲ آلا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۸ء) — ۳ چندا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۴ء) — بشن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۹ء) — ۱ پرسا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۵ء) — ۲ ہرسا سنگھ (متوفی) — دیوان سنگھ (متوفی)

۱ سنت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۲ء) — ۲ جگندر سنگھ — ۱ راؤ بہادر تیجا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۹ء) — ۲ بھگت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء) — ۱ بھگوان سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء) — ۲ ہرنام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۴ء)

۱ پردومن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء) — ۲ سندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء) — جتندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء) — ۱ پرشوتم سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء) — ۲ سندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء) — ۳ نرائن سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء)

۱ مولا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۲ء) — ۲ نونہال سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۰ء) — ۱ پریتم سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۶ء) — ۲ بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء) — ۳ ہرننت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء)

منگل سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء)

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

سردار سنت سنگھ رئیس رسولپور

Sardar Sant Singh of Rasulpur.

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

GSL

سردار جوالاسنگھ مرحوم رئیس رسولپور

The late Sardar Jawala Singh of Rasulpur.

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار پنجاب سنگھ مرحوم رئیس رسولپور

The late Sardar Punjab Singh of Rasulpur.

82

CSL

اچھے چال چلن کا اور بڑا دانا آدمی تھا۔ اور علاوہ آنریری مجسٹریٹ اور سول جج درجہ اول رہنے کے اپنے ضلع کا اسسٹنٹ کلکٹر اور سب رجسٹرار لوکل بورڈ ترنتارن کا پریزیڈنٹ پنجاب یونیورسٹی کا فیلو ایچیسن کالج کی کونسل کا ممبر اور پراونشل درباری تھا۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں اسے سردار بہادر کا اور سنہ ۱۹۰۶ء میں سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ یہ دربار صاحب امرتسر کا سات سال سے زیادہ عرصہ منیجر رہا اور سنہ ۱۸۹۶ء میں استعفا دیکر علیحدہ ہوا۔ ان تمام حیثیتوں سے اسنے سرکار کی بیش بہا خدمات کیں اور تمام مذہب وملت کے آدمی اس کی عزت کرتے اور اس سے بہ محبت پیش آتے تھے۔ سول جج کا کام بہ خاص طور پر محنت سے کرتا تھا اور کئی سالوں میں اس نے اتنے مقدمات کا فیصلہ کیا کہ صوبے میں کسی دوسرے آنریری جج نے نہیں کیا تھا۔ اس کے کام کی چیف کورٹ کے ججوں نے کئی دفعہ تعریف کی۔ سردار موصوف ۶۹ سال کی عمر میں دو نابالغ لڑکے چھوڑ کر جنوری سنہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوا۔ اس کی جائیداد کا انتظام کورٹ آف وارڈز کے سپرد ہے +

خطاب سردار اس خاندان میں موروثی ہے +

کے سپاہ نے جس میں یہ گورکھا فوج کا کمیدان تھا سخت افسوس کیا اس کا اکلوتا پس ماندہ لڑکا گورمکھ سنگھ تمام جاگیر کا مالک ہوا۔ یہ نوجوان پہلے کچھ سال اپنے باپ کے ماتحت نوکری دیتا رہا تھا اور ٹیبڑی کی لڑائی میں بھی لڑا تھا۔ جب دیوان موتی رام کے دوسری دفعہ واپس بلائے جانے کے بعد دیوان چونی لال کشمیر کا ناظم مقرر ہوا تو گورمکھ سنگھ اس کی مدد کے لئے وہاں بھیجا گیا اور وہیں دو سال تک رہا۔ ۱۸۳۶ء میں اسے کوہاٹ جانے کا حکم ہوا جہاں اُس نے اچھی اور بہادرانہ خدمات کیں مگر اسی سال ستمبر مہینے میں بعارضہ ہیضہ فوت ہو گیا۔ جوالا سنگھ اپنے باپ کی وفات پر ۱۴ سال کی عمر کا تھا اور مہاراجہ نے علاوہ ایک جاگیر کے جو ۴۰۰۰ روپے کی مالیت کی تھی اور جو راجہ ہیرا سنگھ کے زیر اہتمام رکھی گئی باقی تمام جاگیریں ضبط کر لیں۔ ۱۸۴۶ء میں جوالا سنگھ بھی ۲۴ سال کی عمر میں ۷ سال کا ایک لڑکا ارجن سنگھ نامی چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس کے گزارے کے لئے اور اس کے خاندان کے لحاظ سے مہاراجہ دلیپ سنگھ نے گھاٹی اور لاہیاں دو مواضعات جو دونو ۱۰۰۰ روپے کی مالیت کے تھے واگذار کر دئے اور پھر الحاق پنجاب کے وقت بھی یہ چاہل کے دو چاہات سمیت حین حیات کے لئے بحال رہے اور بعد ازاں علی الدوام کر دئے گئے۔ یہ خاندان اب چاہل پرگنہ ترنتارن ضلع امرتسر ہی میں بستا ہے۔

بندوبست قانونی میں جاگیر کی مالیت ۲۸۰۰ روپے سالانہ تشخیص ہوئی تھی۔ نیز ارجن سنگھ کے قبضے میں تحصیل ترنتارن کی قریباً ۲۵۰۰ کنال اراضی اور ضلع لائلپور کے دس مربعے بھی تھے۔ وہ بڑے

GSL

وارث ہوا۔ چند سال کرم سنگھ بھنگی مسل کے ہمراہ لڑتا رہا اور اپنی بہادری اور قابلیت کی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا کہ اتنے میں رنجیت سنگھ نے ۱۷۹۹ء میں سردار لہنا سنگھ کے بیٹے چیت سنگھ سے لاہور لے لیا۔ کرم سنگھ پہلے پہل تو اپنے پرانے آقا کے جس کو رنجیت سنگھ نے ۶۰۰۰ روپے کی جاگیر دیدی تھی دامن دولت سے وابستہ اور اس کی قسمت کا شریک رہا مگر آخر ایسے آدمی کے ساتھ جو کسی طرح بھی ترقی نہ کر سکتا تھا۔ رہنا فضول سمجھ کر اس نے مہاراجہ کی ملازمت اختیار کر لی جس نے اجنالہ کے علاقے میں اسے کئی مواضعات دئے۔ کرم سنگھ پر مہاراجہ کی نگاہ عاطفت دن بدن زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ وہ ایک بڑا طاقتور سردار بن گیا۔ پنڈی بھٹیاں اور جھنگ کی لڑائیوں کے بعد اس نے کئی نئے گاؤں جاگیر میں حاصل کئے اور قصور کی لڑائی کے بعد جس میں اس نے اپنے آپ کو خاص طور پر ممتاز کیا رنجیت سنگھ نے اسے ڈوڈا اور کھانیوال کے علاقہ جات دئے۔ اس کی جاگیروں کی مالیت آخر کار ۱۵۰۰۰ روپے تک پہنچ گئی جن کے عوض ۲۵۰ سوار خدمتی دینے کی شرط تھی اور جن میں وہ مواضعات بھی شامل تھے جو اب تک خاندان کے قبضے میں ہیں۔ سردار کرم سنگھ ۱۸۲۳ء کی ٹیری کی لڑائی میں توپ کے گولے سے اس وقت مہلک زخم کھا کر گرا جبکہ یوسف زئی کے دیوانے غازیوں نے سکھوں کی بہترین فوج کو تقریباً شکست دے دی تھی۔ سردار کو اٹھا کر اس کے خیمے میں لے گئے مگر وہ دوسرے دن مر گیا اور اس کی موت کا علاوہ مہاراجہ

سردار بہادر سردار ارجن سنگھ چاہل سی آئی ای مرحوم

کتھا سنگھ

۲	۱
توڈہ سنگھ	سردار کرم سنگھ (وفات ۱۸۲۳ء)

سردار گورمکھ سنگھ (وفات ۱۸۳۶ء)

سردار جوالا سنگھ (وفات ۱۸۴۶ء)

سردار بہادر سردار ارجن سنگھ سی-آئی-ای (وفات ۱۹۰۶ء)

۵	۴	۳	۲	۱
ہرنند سنگھ (ولادت ۱۹۰۴ء)	سوہن سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء)	اوتار سنگھ (ولادت ۱۸۹۸ء)	دیوندر سنگھ (وفات ۱۹۱۱ء)	اقبال سنگھ (وفات ۱۸۸۱ء)

ایک چاہل جاٹ کتھا سنگھ نامی نے بمعہ اپنے بھائیوں کے بھنگی سرداران لہنا سنگھ اور گوجر سنگھ کی جنھوں نے ۱۷۶۴ء میں لاہور پر قبضہ کیا ملازمت اختیار کی۔ ان میں سے کسی کو بھی عروج نہیں ہوا اور اُن کے قبضہ میں خدمات کے عوض چھوٹی چھوٹی جاگیریں رہیں کتھا سنگھ بہاولپور کی سرحد پر ایک معمولی لڑائی میں مارا گیا اور اُس کا بیٹا کرم سنگھ اس کی جاگیروں کا جو ۵۰۰۰ روپے کی مالیت کی تھیں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کے ساتھ لاہور اس وقت واپس آیا جبکہ آخر الذکر سردار چتر سنگھ کی فہمائش کے لئے گیا اور نا کام پھرا۔ ۱۸۴۹ء سے جبکہ اس کی بڑی جاگیریں ضبط ہوگئیں تو اس کے قبضے میں صرف ۲۲۰۰ روپے مالیت کی جاگیریں اور ۱۲۷۶ روپے کے نقد وظیفے رہے۔ ۱۸۵۹ء میں اس کی جاگیریں اس کے نام مستقل طور پر واگذار ہوئیں اور ۱۸۶۶ء میں اس کا انتقال ہوگیا ✦

نار سنگھ کا بھائی گلاب سنگھ ۵۰۰ روپے سالانہ مشاہرے پر سولراجیہ رجمنٹ میں ملازم رہا۔ اس کی لڑکی کی شادی سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کے ساتھ ہوئی مگر وہ شادی ہونے سے چھ مہینے کے اندر مرگیا۔ تیسرا بھائی سرمکھ سنگھ نوجوان فوت ہوا۔ سردار سنت سنگھ اپنے باپ نار سنگھ کی جگہ خاندان کا بزرگ ہوا مگر چونکہ نار سنگھ کی وفات پر جاگیریں ضبط ہوگئی تھیں اس لئے وہ مفلس رہ گیا۔ اس کی ماں مسمات کشن کور جو ۱۸۸۲ء میں فوت ہوئی ۲۴۰ روپے سالانہ وظیفہ بطور مراحم خسروانہ پاتی تھی۔ سنت سنگھ کی شادی ہو جانے کی وجہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خاندان کے ساتھ رشتہ داری تھی۔ اس کی وفات پر اس کا بیٹا ہرنام سنگھ اس کا جانشین ہوا۔ وہ ڈویژنل درباری لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کا ممبر اور ترنتارن کا سب رجسٹرار ہے۔ ایمہ کلاں ضلع امرتسر کی قریباً ۱۰۰ بیگہ اراضی اس کے قبضے میں ہے۔ اور خاص امرتسر میں کچھ جائداد سکنی ہے۔ اس کی آمدنی قریباً ۱۲۰۰ روپے سالانہ ہے۔ شادی کے ذریعہ سے سرداران مجیٹھیہ کے خاندان کے ساتھ اس کی رشتہ داری بھی ہے ✦

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

نے حصہ لیا حافظ احمد خاں رئیس جھنگ کے ساتھ ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رئیس مذکور قید ہو گیا اور اس کا علاقہ لے لیا گیا۔ نار سنگھ نے ملتان کی پہلی ناکامیاب لڑائی میں خدمات کیں اور کشمیر کی دونوں مہموں میں شہزادہ کھڑک سنگھ کے ڈیرے میں دیوان رام دیال کے ماتحت خدمات بجالایا۔ کشمیر کے فتح ہو جانے پر اسنے سمباہ علاقہ جموں میں ۱۴۰۰ روپے کی جاگیر حاصل کی۔ وہ ٹیری کی ۱۸۲۳ء کی لڑائی میں لڑا اور سردار ہری سنگھ نلوہ کے ماتحت نارا کے مقام پر خدمات کیں۔ پھر ۱۸۳۵-۳۶ء میں شہزادہ کھڑک سنگھ کے ماتحت سکھ فوج میں شامل ہو کر وہ مٹھن کوٹ کے مزاریوں سے لڑنے کے لئے گیا ؎

جب جواہر سنگھ وزیر ہوا تو نار سنگھ پر عنایتوں کی جھڑی لگ گئی کیونکہ اس نے اپنی دوسری شادی جواہر سنگھ کی بہن مہارانی جنداں کی چچی سے کی۔ اس کو تحفے کے طور پر ایک ہاتھی معہ طلائی ہودے کے ملا۔ مولراجیہ رجمنٹ کا سردار بنایا گیا اور سردار سمباہ کے ساتھ ان باغیوں کی سرزنش کے لئے گیا جنھوں نے پھالیہ اور گجرات کے اردگرد کا علاقہ تہ و بالا کر دیا تھا اور کبیر صاحب کو لوٹا جو ایک تیرتھ کی جگہ ہے جہاں سری گورو نانک صاحب کبیر یعنی چوہوں کی اکھاڑی ہوئی مٹی پر سوے تھے سرکش لوگوں میں جلد ہی امن قایم کر دیا گیا اور ان سے بہت سا لوٹ کا مال واپس لیا گیا ؎

ستلج کی لڑائی کے دوران میں نار سنگھ نے سردار رنجودھ سنگھ مجیٹھیہ کے ماتحت خدمات کیں۔ ملتان کی بغاوت کے دوران میں یہ اور اس کے سواروں کا کنٹنجنٹ اپنی سرکار کے وفادار رہے اور کاہنائے نمک کے سپرنٹنڈنٹ مصر رلیارام کے ماتحت اسے پنڈ دادنخاں بھیجا گیا۔ جہاں سے وہ راجہ دینا ناتھ

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

جھگڑے میں مارا گیا تھا حاصل کیں۔ یہ جاگیریں بہت بڑی تھیں جن میں بہت سے پرگنہ جات ڈسکہ پسرور اور اجنالہ کے گاؤں شامل تھے*

۱۷۸۳ء* کی قحط سالی میں سور جن سنگھ نے چھار باجوا ضلع سیالکوٹ راجہ رنجیت دیو کے بیٹے برج راج دیو سے چھین کر قبضے میں کرلیا۔ وہ بھنگی مسل سے تعلق رکھتا تھا اور سردار کرم سنگھ کے ماتحت لڑتا رہا۔ اور ۱۷۹۹ء میں مر گیا اس کا بڑا بیٹا نار سنگھ سردار گلاب سنگھ بھنگی کے ساتھ شامل ہوا جو اس مسل کا سردار تھا جو رنجیت سنگھ کے لاہور پر قابض ہو جانے کے بعد اس کی مخالفت میں تیار کی گئی تھی۔ چنانچہ جب ایک مہم رنجیت سنگھ پر بھیجی گئی تو نراین سنگھ بھی اس میں شریک تھا مگر سردار گلاب سنگھ اپنی بدکاری کی بدولت کوٹھانی میں مارا گیا۔ اور یہ مہم ٹوٹ گئی*

اس کے بعد جلدی ہی ۱۸۰۳ء میں نار سنگھ رنجیت سنگھ سے جا ملا۔ اور پنڈی بھٹیاں کی لڑائی اور بعد ازاں بھنگیوں کے ساتھ قلعہ کالر کی لڑائی میں جہاں جودھ سنگھ اٹاری والے نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ وہ مہاراجہ کے ہمراہ تھا۔ ۱۸۰۴ء میں نار سنگھ پھر رنجیت سنگھ کے ہمراہ راجہ سنسار چند کٹوچ سے لڑنے گیا۔ سنسار چند نے جالندھر دوآب کے ایک حصے پر قبضہ کرلینے کی کوشش کی تھی مگر ہوشیار پور کے قریب شکست کھا کر پہاڑی علاقے کی طرف ہٹا دیا گیا۔ اس کے بعد کی لڑائی جس میں نار سنگھ

---

* ۱۷۸۳ء کا قحط ایسا سخت تھا کہ پنجاب میں ویسا سخت قحط کسی کو یاد نہیں۔ دو سال پہلے خراب گزرنے اور یہ ۱۸۸۳ء تیسرا اور اخیر سال تھا۔ اس میں ہزاروں آدمی فاقے سے مر گئے اور بہت سے کشمیر اور ہندوستان کو چلے گئے۔ لوگوں میں سمت ۱۸۴۰ء ہونے کی وجہ سے یہ سال دو ۴۰ء مشہور ہے*

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار ہرنام سنگھ ایمہ والہ

- نتھا سنگھ
  - سورجن سنگھ
    - ۱ نار سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۶ء)
      - ۱ شیر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۷ء)
        - لہنا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۲ء)
      - ۲ سنت سنگھ (متوفی)
        - سردار ہرنام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۴ء)
          - ۱ صورت سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۴ء)
          - ۲ اندر سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۴ء)
          - ۳ نونہال سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء)
    - ۲ گلاب سنگھ
      - ۱ اسنا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۰ء)
      - ۲ حکم سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۷ء)
    - ۳ سرنگھ سنگھ

قریباً سنہ ۱۷۳۰ء میں ایک اُپال کھتری نتھا سنگھ نامی اپنے وطن لکار کی ضلع گورداسپور سے نقل مکان کرکے امرتسر آگیا اور ایک ویران گاؤں پھر آباد کیا جس کا نام پہلے باشندوں کے حقوق کو زائل کرنے کے لئے اس نے ایمہ رکھا جس کے معنی گاؤں پر حقوق مالکانہ رکھنے کے تھے اس کے لڑکے سورجن سنگھ نے نہ صرف یہ گاؤں ورثہ میں پایا بلکہ اپنے چچا دل سنگھ کی جاگیریں بھی جو سردار سیوا سنگھ اولکھ والا کے ساتھ ایک

صورت سنگھ

Surat Singh

سردار ہرنام سنگھ ایمانواله رئیس امرتسر

Sardar Harnam Singh Aimawala of Amritsar

گوردیال سنگھ

Gurdayal Singh

CSL

۱۸۹۰ء میں تین لڑکے چھوڑ کر فوت ہوا جن کے درمیان اس کا
حصہ جایداد منقسم ہوا۔ سب سے بڑا لڑکا سنت سنگھ ماناوالے
کا نمبردار ہے۔ دوسرا لڑکا جھنڈا سنگھ سندھ میں جہاں اسے زمین ملی
ہوئی ہے رہتا ہے +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں بھی جو اُن کے باپ نے آباد کیا تھا حصے ہیں۔ جیون سنگھ اب خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا ہے۔ یہ مانانوالے کا نمبردار۔ لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کا ممبر آنریری مجسٹریٹ اور ڈویژنل درباری ہیں۔ بذریعہ وراثت اور خرید اس کے قبضے میں قریباً ۸۰۰ کنال اراضی اور شہر امرتسر کا ایک باغ ہے۔ جدی مواضعات کے متذکرہ بالا حصص ان کے علاوہ ہیں +

جیون سنگھ نے چار شادیاں کیں۔ اس کی ایک بیوی سردار فتح سنگھ رئیس جالندھر کی لڑکی تھی۔ دوسری سردار اُوتم سنگھ انسپکٹر پولیس ساکن منٹگمری کی لڑکی اور تیسری سردار ہرنام سنگھ کی دختر تھی جو موضع نرندر پورہ ریاست پٹیالہ کا رئیس اور رئیس پٹیالہ کا رشتہ دار تھا +

بڑے بھائی پرتاب سنگھ کے قبضے میں قریباً ۴۵۰ کنال اراضی ہے اور وہ سخت مقروض ہے۔ اس کے بیٹے مہتاب سنگھ کی شادی ارجن سنگھ رئیس موضع رائے پور ضلع لدھیانہ کی لڑکی سے ہوئی۔ جوالا سنگھ کے لڑکے راجہ سنگھ اور ہیرا سنگھ نے اپنے باپ کی وفات پر اس کی ۸۵۳ روپے کی جاگیر جو جدی مواضعات مانانوالا اور میہو کا میں ہے حاصل کی۔ راجہ سنگھ ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔ اس کی جگہ اس کا اکلوتا پس ماندہ لڑکا گوربخش سنگھ المعروف فتح محمد جانشین ہوا۔ ہیرا سنگھ ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر اور امرتسر کے لوکل بورڈ کا پریزیڈنٹ تھا۔ اس نے اس وقت جبکہ کابل کی لڑائی کے دوران میں بار برداری کے لئے لدو جانور خریدے جارہے تھے اور نیز اور مواقع پر اچھی خدمات کیں۔ یہ ڈویژنل درباری تھا اور

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

کی ذاتی جاگیریں جو ۱۰۵۰۰ روپے کی مالیت کی تھیں تاحین حیات اور ۳۰۰۰ روپے کی علی الدوام واگذار ہوئیں۔ ان میں ۲۱۴۷ روپے کی علی الدوام سردول سنگھ کی نرینہ اولاد کے لئے تھیں اور ۸۵۳ روپے کی جوالا سنگھ کی نرینہ اولاد کے لئے ۔

سردار جوالا سنگھ جس کی سردول سنگھ کے ساتھ نہ بنتی تھی ۱۸۶۰ء میں فوت ہوا ان کی بہن بی بی کاکو جو سردار اجیت سنگھ سندھاوالئے کے ساتھ بیاہی گئی تھی ستمبر ۱۸۴۳ء میں اپنے خاوند کی وفات کی خبر سن کر جو قلعہ لاہور میں ہوئی نورنگ آباد میں اس کے کپڑوں کے ساتھ ستی ہو گئی۔ بغاوت ۱۸۴۸ء کے دوران میں سردار سردول سنگھ سرکار کا خیر خواہ رہا اور ۱۸۵۷ء میں اپنی حیثیت اور پریشان حالی کے لحاظ سے اس نے حتی المقدور ہندوستان میں خدمت کرنے کے لئے سوار بھرتی کئے ۔

سردار سردول سنگھ مان ۱۸۸۱ء میں فوت ہوا اس نے اپنی وفات سے پہلے عوام الناس کے کاموں میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا کیونکہ اس کے اوقات تمام وکمال خانگی نزاعوں میں صرف ہوتے تھے۔ چونکہ اس کا خاص قسم کا مزاج تھا اس لئے اکثر بیٹوں اور دوسرے رشتہ داروں سے اس کا عناد رہتا تھا۔ اس کی وفات پر ۷۵۰۰ روپے کی جاگیر میں سے ۲۱۴۷ روپے کی جاگیر اس کے دو پس ماندہ بیٹوں پرتاپ سنگھ اور جیون سنگھ کے نام جاری رہی اور باقی ماندہ ضبط ہو گئی۔ ان دونوں بیٹوں کے جدی مواضعات مانا والا اور میہو کا ضلع امرتسر میں حصے بھی ہیں اور نیز موضع مانا والا

CSL

کو ایک نہایت خوفناک جماعت سمجھتا تھا اور اس کے خیالات اور سب باتیں بڑے مہاراجہ کے زمانے کی سی تھیں ⁂

دو مہینے بعد جب راجہ گلاب سنگھ لاہور لایا گیا تو ۳۸۰۰۰۰ روپے میں سے جو اسے ادا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا ۱۰۰۰۰۰ روپیہ سردار فتح سنگھ کی موت کے تاوان کے طور پر لیا گیا ⁂

مئی ۱۸۴۵ء میں سردار جواہر سنگھ نے ۳۰۰۰۰ روپے کی وہ جاگیر جو مہاراجہ کھڑک سنگھ نے فتح سنگھ کو دی تھی ضبط کر لی۔ سردول سنگھ اس موقع پر حسن ابدال میں تھا اور اسی سال کے اگست مہینے میں اس نے اٹاری والے اور دوسرے سرداروں کے ساتھ شہزادہ پشاورا سنگھ سے اٹک کا قلعہ واپس لیا۔ سردول سنگھ ستلج کی لڑائی میں بھی لڑا اور اگست ۱۸۴۶ء میں وزیر راجہ لال سنگھ نے بغیر کسی ظاہر اسباب کے مانا والے کی جاگیر کے علاوہ جو ۲۰۰۰ روپے کی تھی باقی تمام جاگیریں ضبط کر لیں۔ سردول سنگھ میجر لارنس صاحب بہادر کے پاس اپیل کرنے کے لئے شملہ گیا اور اُن ہی کے ساتھ واپس لاہور آیا۔ لال سنگھ کی معزولی اور جلاوطنی کے بعد سردار فتح سنگھ کے قرض خواہوں نے سردول سنگھ سے اس کے باپ کے ایک لاکھ پچیس ہزار روپے قرضے کا تقاضا شروع کیا اور میجر لارنس صاحب بہادر نے دربار میں کہہ سُنکر اس کے نام ۳۰ سوار خدمتی دینے کے عوض ۲۱۰۰۰ روپے کی جاگیریں دلا دیں۔ مگر ان سواروں میں سے ۲۰ سوار کا پانچ سال تک دینا معاف تھا اور اُن کی خدمت کے لئے ۶۰۰۰ روپے کی رقم قرضے کی ادائیگی میں دی جانی قرار پائی۔ الحاق کے موقع پر اس خاندان

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

اور راجہ نے باوا سیاں سنگھ۔ شیر سنگھ اور رتن چند کو اس معاملے کے طے کرنے کے لئے جموں میں ٹھیرا لیا +

اس میں مطلق شبہ نہیں کہ گلاب سنگھ نے ہی سفیروں کے قتل کا یہ طریقہ تجویز کیا تھا۔ بالیقین اُس کو سردار فتح سنگھ سے کچھ عداوت نہ تھی مگر سردار اُس آدمی کے ساتھ ایک ہی ہاتھی پر سوار تھا جس کو مار دینے کا اس نے پختہ ارادہ کر رکھا تھا اور جس طرح کہ میاں اُدتم سنگھ نونہال سنگھ کے ساتھ مرا اسی طرح فتح سنگھ وزیر بچنا کے ساتھ مقتول ہوا +

جب بچنا دوبارہ جسروٹہ کا ناظم مقرر ہوا تو گلاب سنگھ نے سمجھا کہ اُس کا تقرر خود میرے اپنے قبضے کے برابر ہے۔ مگر اس میں اس کی توقع پوری نہ ہوئی۔ پنڈت جلّا نے بچنا کو گلاب سنگھ سے نفرت کرنے اور اس پر اعتبار نہ کرنے کی تعلیم دی تھی پھر جب بچنا ڈیپوٹیشن میں شامل ہوا تو راجہ گلاب سنگھ کو معلوم ہو گیا کہ جس کو وہ اپنا دوست سمجھے ہوئے تھا وہ بالکل دربار کا خیر خواہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ بچنا دشمن بن کر اُس کو بہت نقصان پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ پہاڑی علاقے میں ایسا بارسوخ تھا کہ اس کے کہنے پر گلاب سنگھ کی راجپوت فوجیں بھی سکھوں کی طرف ہو جاتیں اور اسی وجہ سے راجہ نے اس کے مار دینے کا ارادہ کر لیا تھا +

سردار فتح سنگھ کی موت کا سرداروں کو بہت غم ہوا اور گو اس سردار کی موت سے گلاب سنگھ کے خلاف بہانہ بنا لینا آسان تھا تاہم فوج نے اس وقت سرداروں کی کچھ پرواہ نہ کی بلاشک وہ ایسے پرانے سردار کو جیسا کہ فتح سنگھ تھا، سچ سمجھتی تھی کیونکہ سردار موصوف باقاعدہ فوج

CSL

ہیرا نند اور گنپت رائے کو جن کے اعتبار پر سرکار لاہور نے دعویٰ کیا ہے اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ یہ سفیران تین آدمیوں کو ہمراہ لیکر جموں واپس گئے +

فتح سنگھ مان کے علاوہ اس ڈیپوٹیشن میں جو جموں گیا بابا میاں سنگھ کہ ایک بڑا پارسا اور پرانا بیدی تھا اور رتن چند دوگل جو منشیوں کی جماعت میں بڑا بارسوخ تھا اور سردار شیر سنگھ اٹاری والا شامل تھے۔ یہ کچھ دن تک جموں میں رہے مگر کوئی معاملہ طے نہ پایا کیونکہ گلاب سنگھ سکھ فوج کے ساتھ جن کی پنچائتیں جموں میں بھی تھیں علیحدہ عہد و پیمان کر رہا تھا۔

آخرکار ۲۸ فروری کو وزیر بچنا اور راجہ میں سخت تکرار ہونے کے بعد آخر الذکر نے رقم مدعیہ میں سے ۴۰۰۰۰ روپے بطور پیشگی دیدیا اور ڈیپوٹیشن رخصت ہوا۔ ایک کانٹوں کی باڑ سے گزرتے ہوئے جو شہر جموں کے گرد لگا دی گئی تھی راجہ کی فوج نے سفیروں پر گولیاں بھی چلائیں سردار فتح سنگھ اور وزیر بچنا تو وہیں ہلاک ہو گئے اور دیوان گنپت رائے کو جو ان دونوں کے ساتھ ایک ہی ہاتھی پر سوار تھا ایسا مہلک زخم پہنچا کہ وہ دوسرے دن مرگیا۔ راجہ گلاب سنگھ نے اپنی بیگناہی اور افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ یہ معاملہ اُس کی خواہش اور حکم کے خلاف ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۶) دیا تو بچنا خزانہ دینے کے لئے وہاں رہا اور اُس کے بعد لاہور بلایا گیا۔ وہاں سکھوں کی پہاڑی علاقے میں زیادتیوں کی خبر سے بے امنی پھیلی اس کا اس نے یہ فایدہ اُٹھایا کہ دربار کے ماتحت پھر جسروٹہ کا ناظم مقرر ہوگیا اور اس منصب کا کام لینے کو جاتا تھا کہ راہ میں اسے جموں بلا لیا گیا۔ یہ قابل شخص تھا اور پہاڑ کے لوگ اس کی نرم مزاجی اور دیانت داری کی وجہ سے اسے عزیز رکھتے تھے +

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کی لڑائی میں اور کملاگڑھ کے محاصرے اور فتح میں خدمات کیں۔ اپریل ۱۸۴۱ء میں فتح سنگھ سات سو سواروں کے ساتھ ......۱۰ روپے کے خزانے کے جو کابل کو جاتا تھا پہنچانے کے لئے فیروزپور سے پشاور گیا۔ فروری ۱۸۴۵ء میں راجہ لال سنگھ نے اپنے حریف سردار جواہر سنگھ کے ساتھ اس فوج کی افسری منظور کی جو راجہ گلاب سنگھ کے خلاف جارہی تھی۔ اس نے یہ عہدہ لیتے وقت بہت کچھ تکرار کی تھی کیونکہ وہ جواہر سنگھ کو اپنے پیچھے لاہور میں چھوڑ جانے سے خایف تھا۔ اُس وقت اُن افسروں میں جنہیں لال سنگھ نے اپنے ہمراہ لے جانے پر اصرار کیا فتح سنگھ بھی تھا۔ پھر فوج میں آتے ہی لال سنگھ نے دوسرے سرداروں کے ساتھ فتح سنگھ کو بھی عہد و پیمان کرنے کے لئے بھیجا۔ گلاب سنگھ ان سفیروں کے ساتھ بااعزاز تمام پیش آیا اور وہی کیا جو وہ اکثر ایسے مواقع پر کیا کرتا تھا یعنی چند دن تک ان کو اس طرح دم دیتا رہا کہ کبھی اطاعت کا اقرار کرنا اور کبھی مقابلے کی دھمکی دیتا۔ آخرکار یہ سفیر گلاب سنگھ سے یہ سُن کر کہ جو عہدنامہ اُس کے کارندوں نے لاہور میں کیا تھا وہ اُسی پر قائم رہے گا واپس آئے لاہور سے جتنے روپے کا دعوے ہوا تھا اس کے دینے سے راجہ نے انکار کردیا اور کہا کہ ثابت ہوجانے پر روپیہ ادا کیا جائے گا۔ نیز ثبوت کے لئے یہ استدعا کی کہ اس کے بھتیجے ہیرا سنگھ کے خاص نوکروں وزیر بچنا*

* مہاراجہ شیر سنگھ کی وفات تک بچنا جو جنڈیالہ پرگنہ شیخوپورہ کا جاٹ تھا پنڈت جلا کے ماتحت راجہ ہیرا سنگھ کے پہاڑی علاقے کا منیجر رہا۔ جب پنڈت مذکور ہیرا سنگھ کے وزیر ہونے پر لاہور چلا گیا تو بچنا اس کی جگہ پہاڑی علاقے میں مقرر ہوا اور اس کو وزیر کا خطاب ملا۔ پھر راجہ گلاب سنگھ نے جنوری ۱۸۴۵ء میں علاقہ جسروٹہ دربار کو

۱۸۲۲ء میں وہ مہاراجہ کے ہمراہ پشاور گیا بعد ازآں بنوں کی دو لڑائیوں میں جو شہزادہ شیر سنگھ اور شہزادہ کھڑک سنگھ نے کیں شامل ہوا اور اس کا بیٹا اس کی بجائے مانکیرہ میں کام کرتا رہا ٭

۱۸۲۹ء میں سردار فتح سنگھ پھر شہزادہ کھڑک سنگھ کے درباریوں میں داخل ہوا اور دو سال بعد اس کے بیٹے کو مانکیرہ سے بلا کر رسالے کے ایک ترپ کا افسر بنایا گیا۔ ۱۸۳۱ء میں یہ شہزادہ شیر سنگھ اور جنرل ونچورا کے ہمراہ اس لڑائی میں گیا جو انہوں نے مشہور و معروف سید احمد سے کی جس کا افغانوں اور این روئے سندھ کے علاقے میں اثر رہا تھا۔ اور جس نے اس بھروسہ پر کہ اقوام دھمتوڑ اور پکھلی اور اس کے ہندوستانی ہمراہی اس کی امداد کریں گے بالاکوٹ واقع ہزارہ کو اپنا صدر مقام بنا لیا تھا۔ یہاں سکھوں نے اس پر حملہ کر کے بالاکوٹ کا قلعہ لے لیا اور سید موصوف بمع اپنے بہت سے ہمراہیوں کے قتل کر دیا گیا گو بعد ازاں یہ دعویٰ کیا گیا کہ دریا نے پھٹ کر اس کے لئے جگہ کر دی اور وہ بچ گیا

۱۸۳۴ء میں سردار شہزادہ نونہال سنگھ کے ہمراہ پشاور گیا اور پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات تک بنوں۔ ٹونک اور پشاور میں نوکری دیتا رہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے وقت فتح سنگھ نونہال سنگھ کے ماتحت پشاور میں اور سردول سنگھ ٹونک میں تھا نئے مہاراجہ سے سردار نے ۲۰۰۰۰ روپے مالیت کی مزید جاگیریں کوٹ باری خاں ضلع گوجرانوالہ میں حاصل کیں جن کی وجہ سے اس کی تمام جاگیرات ۸۲۰۰۰ روپے کی ہو گئیں جن کے معاوضے میں ۱۰۰ سوار خدمتی دینے کی شرط تھی ٭

سردول سنگھ نے جنرل ونچورا کے ماتحت ۱۸۴۰ء میں منڈی

CSL

کے لئے ایک خاص تدبیر کی ۔

اس نے گلاب سنگھ اور دھیان سنگھ کو (جو بعد ازاں راجہ ہوئے) ترغیب دی کہ تم ترہڈ و اور ستھرا نام سرغنوں کو جو گلاب سنگھ و دھیان سنگھ کے چچا میاں موتا کے قتل سے تعلق رکھتے تھے مار ڈالو۔ اور باقی سرغنوں کو چھوڑ دو اس ترغیب کے موافق عمل کیا گیا تو مفسدوں کے جو سرغنے اس طرح چھوٹے وہ پہاڑی علاقے کی طرف واپس بھاگ گئے اور پھر فساد برپا کر دیا۔ اس پر بھائی رام سنگھ کی توقع کے مطابق شہزادہ کھڑک سنگھ نہایت ناراض ہوا اور وہ جاگیر جو اس نے فتح سنگھ کو دے رکھی تھی ضبط کر لی۔ مگر مہاراجہ نے اس معتوب سردار پر رحم کھایا اور اسے ۲۵۰۰۰ روپے کی ایک جاگیر ۱۲۵ سوار خدمتی دینے کی شرط پر اور ۱۵۰۰ روپے کا نقد وظیفہ عطا کیا۔ ۱۸۱۸ء میں ملتان کے مقام پر کوٹ بیچ خاں کے قلعے کی فتح سردار فتح سنگھ کے سپرد ہوئی جس میں وہ کامیاب ہوا۔ وہ کشمیر کی ۱۸۱۹ء کی مہم کے ساتھ بھی گیا اور دوسرے سال ستلج عبور کر کے اپنی جاگیر واقع مالاں میں آیا۔ مہاراجہ نے جو راولپنڈی کی طرف کوچ کر رہا تھا اُسے بلا بھیجا مگر اس نے کنٹنجنٹ کے ہمراہ صرف اپنے بیٹے سردول سنگھ کو بھیجا۔ اس کارروائی سے رنجیت سنگھ سخت غصے ہوا اور یہ شبہ کر کے کہ فتح سنگھ انگریزوں سے سازشیں کر رہا ہے مانا والا کے علاوہ اس کی ساری جاگیریں ضبط کر لیں ۔

دسمبر ۱۸۲۱ء میں مانگیرہ کے فتح ہونے تک یہی حالت رہی مگر اُس وقت فتح سنگھ نے ایسے بہادرانہ کام کئے کہ مہاراجہ پھر اس پر مہربان ہو گیا۔ اُسے نئی جاگیریں مرحمت ہوئیں اور مفتوح قلعہ مانگیرہ کا کمیدان بنا دیا گیا۔

اور جو شام سنگھ اپنی وفات تک وصول کرتا رہا اور اس کے معاوضے میں مہاں سنگھ کی زندگی تک اس نے خدمت کے لئے کوئی فوج نہیں دی مگر رنجیت سنگھ کے عہد میں ۱۵ سوار دیتا رہا +

سردار فتح سنگھ کا اُس کے باپ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمت میں تعارف کرایا اور جب شہزادہ کھڑک سنگھ چند سال کی عمر کا تھا تو فتح سنگھ کو خاص کر اُس کی خدمت گزاری کے لئے مامور کیا گیا۔ سردار کانگڑے کی ۱۸۰۹ء کی لڑائی میں لڑا۔ ڈسکہ کی لڑائی پر گیا جہاں اس کا شانہ مجروح ہوا۔ چونیاں کی لڑائیوں میں شامل ہوا جہاں اس کے سر میں زخم لگا اور ساہیوال کی لڑائی میں بھی تھا جہاں قصبہ فتح خاں کے دینے کے بعد اس کو کمیدان مقرر کیا گیا اور وہاں وہ ایک سال تک رہا۔ ۱۸۱۱ء میں اس نے تین سو سوار خدمتی دینے کے عوض کھڑک سنگھ کی ذاتی جاگیروں میں سے ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر حاصل کی۔ دوسرے جاگیردار جن کے کنٹنجنٹوں میں ۷۰۰ آدمی تھے اس کے ماتحت رکھے گئے اور ان سے کچھ مفسدوں میں امن قائم کرنے کے لئے جموں اور بعد ازاں وہ دوسرے سرداروں کے ہمراہ کلو اور کانگڑے بھیجا گیا۔ وہ اٹک کی لڑائی میں لڑا اور ۱۸۱۴ء کی بخش مہم کشمیر میں بھی دیوان جیون مل کے ساتھ رام دیال کی فوج کے ہمراہ شہزادہ کھڑک سنگھ کی طرف سے گیا۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی سردار فتح سنگھ کو ایک بلوے کے فرو کرنے کے لئے پھر جموں بھیجا گیا۔ اس میں یہ کامیاب ہوا اور اس بلوے کے سب سرغنوں کو لاہور لے آیا مگر شہزادہ کھڑک سنگھ کے مختار بھائی رام سنگھ نے جو سردار چتر سنگھ کی طاقت اور رسوخ کی وجہ سے اُس سے نفرت کرتا تھا اُس کی شہرت کو بالکل مٹانے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

ہے۔ جب یہ گاؤں قریباً ۱۷۶۰ء میں لوٹ کر مسمار کر دیا گیا تو تارا سنگھ اپنے تمام کنبے سمیت اپنے سالوں کے پاس نارلی میں جا آباد ہوا۔ اِس زمانے میں سکھ طاقتور ہوتے جاتے تھے اور تارا سنگھ نے سواروں کے ایک دستے کے ساتھ جس میں خاص کر اسی کی قوم کے آدمی تھے ضلع امرتسر کے کئی مواضعات چھین لیئے اور انہیں اپنی وفات تک قبضے میں رکھا۔ اس کا بیٹا کرم سنگھ اولوالعزم آدمی تھا اور اسے لوٹ مار کر کے مواضعات اپنے علاقے میں شامل کر لینے میں اپنے باپ سے بہت زیادہ کامیابی ہوئی۔ وہ بھنگی مسل میں شامل ہو گیا اور اضلاع لاہور۔ سیالکوٹ اور امرتسر میں جاگیرات حاصل کیں۔ از سر نو موضع ماناوالا آباد کیا اور وہیں بود و باش اختیار کی ؛

کرم سنگھ کے بعد اس کے دو بیٹے رام سنگھ اور شام سنگھ جانشین ہوئے۔ ۱۷۸۰ء کے قریب یہ نوجوان بھنگی مسل چھوڑ کر سردار مہان سنگھ سوکر چکیہ کے پاس چلے گئے جس نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اپنی لڑائیوں اور لوٹ مار دونوں میں ان کو حصہ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رام سنگھ کو اپنے پرانے شرکاء (بھنگیوں) سے کچھ دشمنی نہ تھی کیونکہ اس نے اپنی اکلوتی لڑکی بی بی سدا کور کی شادی ایک بھنگی رئیس سردار صوبہ سنگھ ہلووالیہ کے ساتھ جو ضلع سیالکوٹ کے قلعہ صوبہ سنگھ کا بانی اور سردار بھاگ سنگھ ہلووالیہ کا بیٹا تھا کر دی۔ رام سنگھ ۱۷۸۸ء میں فوت ہوا اور اس کے چھوٹے بھائی شام سنگھ نے ساری جائداد حاصل کی۔ مگر ۱۷۹۰ء میں سردار مہان سنگھ نے ماناوالا اور رلیا بھادو کے علاوہ تمام جاگیر ضبط کر لی جو ۲۰۰۰۰ روپیہ سالانہ مالیت کے تھے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT
CSL

سردار جیون سنگھ مان

- تارا سنگھ
  - کرم سنگھ
    - ۱ رام سنگھ (وفات ۱۷۸۸ء)
      - سردار فتح سنگھ (وفات ۱۸۴۵ء)
        - ۱ سردار سردول سنگھ (وفات ۱۸۸۱ء)
          - ۱ پرتاب سنگھ (ولادت ۱۸۴۷ء)
            - مہتاب سنگھ (ولادت ۱۸۷۰ء)
              - ۱ امیر سنگھ (ولادت ۱۸۸۵ء)
              - ۲ بے انت سنگھ (ولادت ۱۸۹۴ء)
          - ۲ سردار جیون سنگھ (ولادت ۱۸۵۲ء)
            - ۱ آتما سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء)
            - ۲ گوربخش سنگھ (ولادت ۱۸۷۳ء)
        - ۲ سردار جوالا سنگھ (وفات ۱۸۶۰ء)
          - ۱ راجا سنگھ (وفات ۱۸۸۳ء)
            - ۲ بھگوان سنگھ (وفات ۱۸۸۴ء)
          - ۲ سردار ہیرا سنگھ (وفات ۱۸۹۸ء)
            - ۱ سنت سنگھ (ولادت ۱۸۷۴ء)
            - ۲ جھنڈا سنگھ (ولادت ۱۸۶۹ء)
              - راجندر سنگھ (ولادت ۱۸۹۷ء)
            - ۳ اندر سنگھ (وفات ۱۸۸۳ء)
            - ۴ بلونت سنگھ (ولادت ۱۸۸۷ء)
    - ۲ شام سنگھ

سردار جیون سنگھ مان اسی نسل سے ہے جس سے کہ مغل چک ضلع گوجرانوالہ کے مان سردار ہیں۔ قوم جاٹ مان کے کچھ حالات خاندان مغل چک کی تاریخ میں دئے گئے ہیں۔ قوم مان کی وہ شاخ جس میں جیون سنگھ ہے کئی پشتوں سے مانا والا ضلع امرتسر میں مقیم

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

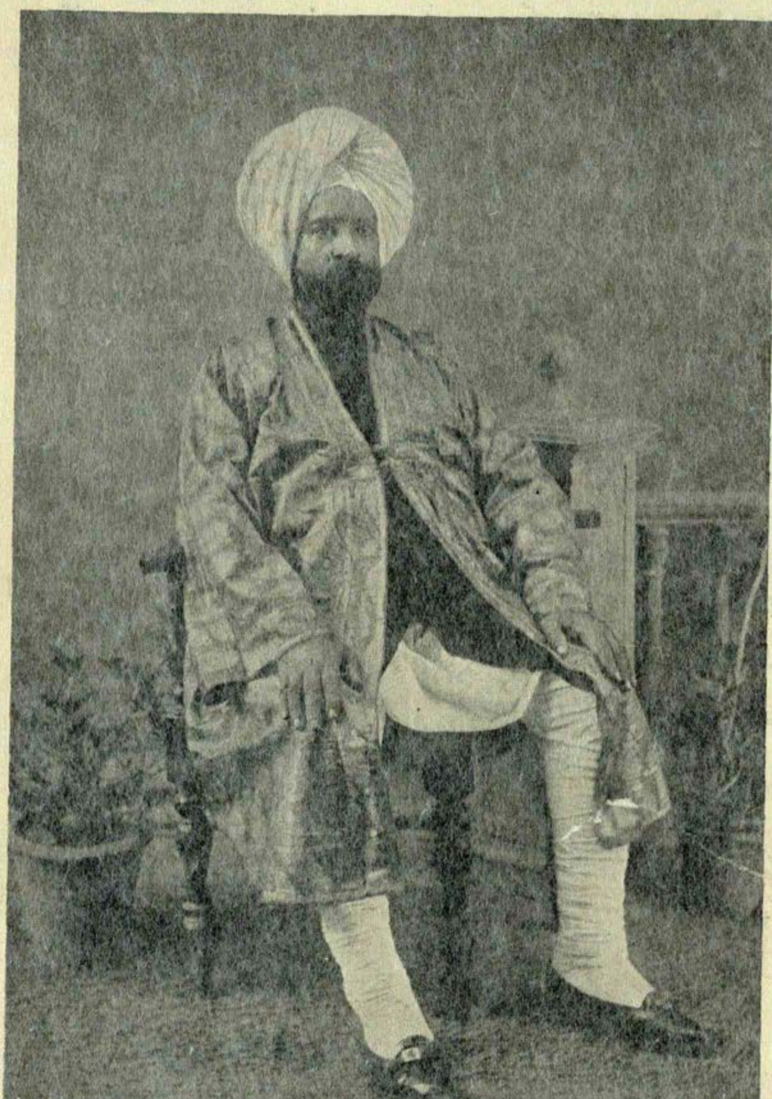

سردار جیون سنگھ مان رئیس مانانوالہ (ضلع امرتسر)

Sardar Jiwan Singh Man of Manawala.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

بنا دیا گیا۔ سردار نے ۱۸۵۲ء میں استعفا دیدیا اور اس کی جاگیر گھٹ کر ۳۹۹۸ روپیہ کی رہ گئی۔ وہ امرتسر میں رہا کرتا تھا اس نے اپنے خرچ سے ایک خوبصورت سرائے لاہور و امرتسر کے درمیان بنوائی ہے۔ یہ خاندان ہمیشہ خیرخواہی اور فیاضی کے لئے مشہور رہا جس کا ثبوت رفاہ عام کے بہت سے کاموں سے ملتا ہے جو اسکے اراکین نے اپنے خرچ سے پنجاب کے بیشتر حصص میں بنائے علاوہ انکے جن کا ذکر کر دیا گیا ہے امرتسر کے رامباغ دروازے کے قریب کی سرائے راجہ رلیا رام نے بنوائی۔ نیز ایک سرائے اور مندر دریائے بیاس پر نگھڑاوال کے گھاٹ کے پاس اور امرتسر شہر میں ایک تالاب بھی راجہ رلیا رام کی یادگار ہیں *

سردار ہرچرن داس ۱۸۸۴ء میں فوت ہوا۔ اضلاع امرتسر اور گورداسپور میں اس کی ۳۹۹۸ روپیہ کی جاگیریں اس کی وفات پر ضبط ہو گئیں۔ اسے ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ وظیفہ ریاست کپورتھلہ سے بھی ملا کرتا تھا۔ سردار مذکور امرتسر کے ممتاز اشخاص میں تھا اور شہر کا آنریری مجسٹریٹ بھی تھا۔ اس کے بیٹوں میں سے محکم چند نے ریاست کپورتھلہ کی ملازمت مختلف عہدوں پر کی اور اب بہ مشاہرہ ۱۲ سو روپے سالانہ بہ حیثیت وکیل ریاست کپورتھلہ امرتسر میں رہتا ہے اور کشور چند اودے پور میں ریلوے راج وکیل ہے *

بھی حاصل کی ہے اور چک نمبر ۶۳ کا جس کا نام اس نے اپنے نام پر گڑھ لچھمی سہائے رکھا ہے نمبردار ہے۔ یہ دہلی کارونیشن دربار میں بطور سرکاری مہمان مدعو کیا گیا اور تمغۂ دربار حاصل کیا۔ اس کا بڑا لڑکا دیوی سہائے ریاست کشمیر میں ملازم تھا مگر اس نے اب نوکری چھوڑ دی ہے۔ اس کا چھوٹا بیٹا جوالا سہائے بی۔اے اب اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر ہے اور چند سالوں سے ڈسٹرکٹ جج کا کام کرتا ہے۔ گیان چند کا دوسرا بیٹا بھگت رام ریاست کشمیر میں کئی سال تک ملازم رہ کر اب ملازمت سے علیحدہ ہو گیا ہے۔

شنکر ناتھ نے پہلے پہل ٹکسال امرتسر میں ایک عہدہ حاصل کیا اور بعد ازاں ضلع ہزارہ میں نائب بنا دیا گیا۔ ۱۸۵۷-۵۸ء کی بغاوت کے دوران میں اس نے اپنے تمام بھائیوں کی طرح اچھی خدمت کی اور بٹالہ۔ دینانگر پٹھانکوٹ کے قریب علاقے میں امن قائم رکھا۔ وہ ۱۸۸۰ء میں بنارس میں فوت ہوا جہاں کچھ سالوں سے اس نے رہائش اختیار کر رکھی تھی اس کی وفات پر اس کے لڑکوں کو فی کس سو روپیہ سالانہ پنشن عطا کی گئی۔

سردار ہرچرنداس پہلے پہل محکمۂ چنگی میں نائب مقرر ہوا مگر راجہ ہیرا سنگھ کی وزارت کے زمانے میں اسے مولراجیہ ڈیرے میں سات سو سواروں کا کمیدان بنا دیا گیا۔ ۱۸۴۶ء میں دربار نے اسے لاہور کا عدالتی مقرر کیا اور رکن الدولہ خطاب دیا۔ الحاق کے موقع پر اس کے قبضے میں ۱۰۰۰۰ کی جاگیر تھی جو اس کے نام واگزار رہی اور عدالتی کے عہدے کی بجائے اسے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

بنایا۔ پرتاب چند سنہ ۱۹۰۷ء میں فوت ہوا اور اس کے بیٹے پریم چند نے بلرام کی جائداد حاصل کی جس میں ضلع امرتسر کی قریباً ۸۰۰ بیگھے زمین اور دوسری جائداد ہیں ٭

راجہ رلیارام کے دوسرے بیٹوں کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ سب سے بڑا اجودھیا پرشاد گوشہ نشین آدمی تھا اور عبادت میں مصروف رہا۔ وہ جوانی میں فوت ہوگیا۔ اس کا بیٹا جے گوپال محکمۂ چنگی میں رلیارام کے ماتحت ملازم تھا۔ جے گوپال سنہ ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا اس کا بیٹا دینا ناتھ ضلع لاہور میں تحصیلدار ہے۔ اس کے دو اور بیٹے بشن ناتھ اور بسنت ناتھ بنارس میں جا بسے جن میں سب سے چھوٹے بیٹے بنواری ناتھ کو سن بلوغ پر پہنچنے تک ۱۲۰ روپیہ سالانہ پنشن ملتی ہے ٭

مہاراجہ کے عہد حکومت میں گیان چند پنڈ دادنخاں میں راجہ گلاب سنگھ کے ماتحت محصول نمک کے دفتر کا افسر تھا۔ سرکار انگریزی کے عہد میں وہ پنڈ دادنخاں کا تحصیلدار مقرر کیا گیا مگر سنہ ۱۸۵۴ء میں اپنے عہدے سے علیحدہ ہو کر امرتسر میں مقیم ہو گیا جہاں سنہ ۱۸۶۲ء میں اسے آنریری مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ یہیں وہ سنہ ۱۸۷۸ء میں فوت ہوا۔ اس کے بڑے بیٹے سردار بہادر بھیمی سہائے پنشن یافتہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو اس خاندان کا بزرگ خیال کرنا چاہئے۔ اسے سنہ ۱۸۹۳ء میں سردار بہادر کا خطاب ملا اور یہ پراونشل درباری ہے۔ خاندانی جائداد اس کے اور اس کے بھائی بھگت رام کے درمیان تقسیم ہوئی اور پنڈ دادنخاں تحصیل میں سو بیگھہ کی معافی اس کے حصے میں اضافہ کر دی گئی۔ اس نے ضلع لائل پور میں ۶ مربعے اراضی

CSL

دوست اور صوبے کی اس جماعت کا ایک ممتاز آدمی جاتا رہا جس کے افراد سکھوں اور سرکار انگریزی دونوں کے عہد میں مہتم و ارکان سلطنت رہے۔ دونوں عملداریوں میں راجہ صاحب کی قابلیت اور دیانتداری اعزازی خطابوں کے ذریعے سے تسلیم کی گئی تھی۔ راجہ صاحب خیرخواہ اور وفادار مشیر تھے اور پہلے ہی سے سرکار انگریزی کی مصلحت کو سمجھ گئے تھے اور اُس کی تائید کرتے رہے تھے۔ ملکی طور پر راجہ صاحب سلطنت کے قابل اعتماد شخص تھے اور خانگی لحاظ سے وسیع خیالی و خلق و مروّت میں شہرۂ آفاق تھے"۔

صاحب دیال کے دو لڑکے اس کی حین حیات میں فوت ہو گئے اور خاندانی جاگیر اس کے پوتے ٹھاکر ہرکشن سنگھ ولد بنسی لال کو ملی جو پراونشل درباری اور خاندان کی اس شاخ کا بزرگ ہے۔ ٹھاکر کشن کوٹ میں رہتا ہے جہاں کا وہ آنریری مجسٹریٹ ہے۔ اس کا بھائی ٹھاکر جہاں چند ایچیسن کالج میں تعلیم پانے کے بعد سنہ ۱۸۹۲ء میں آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور سنہ ۱۹۰۶ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا ممبر ہوا۔ وہ پراونشل درباری ہے اور سنہ ۱۹۰۳ء میں دہلی کے دربار تاجپوشی میں بطور سرکاری مہمان کے مدعو کیا گیا جہاں اس نے تمغۂ دربار حاصل کیا۔ اس کے قبضے میں ضلع امرتسر کی قریباً ۴۳۰۰ بیگھ اراضی ہے اور لائلپور میں مربعے ہیں۔ وہ امرتسر میں رہتا ہے جہاں کا آنریری سب رجسٹرار ہے۔ راجہ سر صاحبدیال کے دوسرے بیٹے بلرام کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے اپنے چچیرے بھائی پرتاب چند ولد دینا ناتھ کو متبنے

۱۸۴۹ء میں رلیارام اور صاحب دیال دونوں پنجاب سے روانہ ہو کر تیرتھ جاترا کے لئے گئے۔ رلیارام جس کو ۱۸۴۷ء کی سکھ گورنمنٹ نے دیوان بنایا تھا ۱۸۵۰ء میں راجہ بنایا گیا اور صاحب دیال نے بھی یہی خطاب حاصل کیا۔ اُن کی ایسی عزتیں ہونی بالکل بجا تھیں راجہ رلیارام پنجاب میں پھر واپس نہیں آیا اور اپریل ۱۸۶۴ء میں بنارس میں فوت ہو گیا۔ راجہ صاحب دیال ۱۸۵۱ء میں واپس آیا اور کشن کوٹ ضلع گورداسپور میں اقامت اختیار کی۔ اس قصبے کا اسے بانی سمجھنا چاہئے۔ وہاں اس نے ایک سرائے، تالاب، تین شوالے اور پانچ کنوئیں بنائے۔ دورانِ غدر ۱۸۵۷ء میں راجہ صاحب دیال نے اپنی صلاح اور کارگزاری سے سرکار کی وفاداری ظاہر کی اور ۱۰۰۰ روپیہ کا خلعت پایا۔ ۱۸۶۰ء میں اس کو ۲۰۰۰ روپیہ کی جاگیر علی الدوام علاوہ جاگیر سابق کے عطا ہوئی۔ فروری ۱۸۶۲ء میں ہندوستان کی مجلس وضع آئین و قوانین کا ممبر مقرر کیا گیا اور کلکتہ میں کونسل مذکور میں شریک ہوا اجلاس کونسل کے برخاست ہونے کے بعد پنجاب واپس آیا تو ۱۸۶۶ء میں اسے کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب دیا گیا۔ ۱۸۸۵ء میں امرتسر میں اس کا انتقال ہوا جس کا ہر مذہب و ملت کے تمام لوگوں کو افسوس ہوا۔ اور پنجاب گورنمنٹ نے مفصلۂ ذیل نوٹیفکیشن شائع کی:-

"جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو راجہ صاحب دیال کے۔سی۔ایس۔آئی کی وفات کی خبر سن کر نہایت افسوس ہوا یہ ۱۷ فروری ۱۸۸۵ء کو امرتسر میں واقع ہوئی جس سے سرکار انگریزی کا ایک بھروسے کا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

روانہ ہوا اور جب باغیوں کے سرغنوں نے اطاعت اختیار کی تو صاحب دیال نے رعایا سے ہتھیار چھیننے میں بہت امداد کی ◆
الحاق کے موقع پر رلیا رام کی ۱۱۰۰ کی جاگیر مع ۶۹۰۰ روپیہ نقد بھتے کے تاحین حیات واگزار ہوئی اور اس نقد مواجب میں سے ۳۲۰۰ روپیہ اس کے بیٹے شنکر ناتھ کو ملنا قرار پایا۔ صاحب دیال کی حین حیات کے لئے اس کی ۵۱۸۰ روپیہ کی جاگیر مع ۲۸۰۰ روپیہ نقد مواجب کے بحال رکھی گئی۔ جاگیر میں سے ۹۸۵ روپیہ کی جاگیر تین پشتوں تک کے واسطے تھی اور ۱۲۰۰ روپیہ دوامی تھے۔ رلیا رام اور صاحب دیال دونوں متموّل آدمی تھے۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوا کہ جو نمک کی کانوں کا پٹہ دار ہو کر امیر نہ ہوا ہو کیونکہ ٹھیکہ دار سرکار میں ایک خاص رقم سالانہ ادا کرتا تھا اور اُس کو اختیار ہوتا تھا کہ جس وقت اور جس جگہ چاہے نمک فروخت کرے۔ رلیا رام جیسے قابل آدمی کے ہاتھ میں نمک کی پٹہ داری متموّل ہونے کا بڑا ذریعہ تھی لیکن اس نے ذاتی فائدہ اُٹھانے کے واسطے سرکار کے حق خدمت کو بھی فراموش نہیں کیا۔ سرکار لاہور میں رلیا رام اور صاحب دیال جیسے لائق خدمت گزار بہت کم تھے اور اُنکے برابر دیانت دار تو کوئی بھی نہ تھا۔ حکومت کے آخری دنوں میں رشوت و فریب جعل و دغا کا بازار گرم تھا۔ شاید صرف یہی دو آدمی تھے جنہوں نے مردمی اور وفاداری سے اپنے فرائض منصبی کو انجام دیا یہی دو انگریزی رزیڈنٹ کی اعلےٰ پالیسی کو سمجھتے تھے اور اُسکی تائید کرتے تھے اور یہی پالیسی ایسی تھی جس سے ملکِ پنجاب کا اُن آفتوں سے بچ جانا ممکن تھا جو آخر کار اُس پر پڑیں ◆

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

لنگر خاں ساہیوال - ملک صاحب خاں ٹوانہ اور دوسرے مسلمان رؤسا
اس کے عقب میں پھرتے رہے اور اُس وقت جبکہ بھائی مذکور جھنگ پہنچا
تو اُس کی سپاہ گھٹتے گھٹتے ۱۲۰۰ تھکے ماندے آدمی رہ گئے تھے جن پر
بابا مالی سنگھ تحصیلدار نے مصر صاحبدیال کی فوج سے بڑی سختی سے
حملہ کیا اور اُن کو چڑھے ہوئے دریائے چناب میں دھکیل دیا جس میں
آدھے سے زیادہ آدمی ڈوب گئے اور وہ جو بابا مالی سنگھ کی تلواروں
اور دریا سے بچ گئے قیدی بنا کر لاہور لائے گئے۔

اس لڑائی کے دوران میں صاحب دیال اور اُس کے باپ نے
بہت سی مہتم بالشان خدمات سرانجام دیں - انہوں نے دوآبہ رچنا
اور رچج دوآب کے کچھ حصے میں امن قائم رکھا اور انگریزی فوج کو اسکے
کوچ کے وقت بہت سا غلہ دیا - جب باغی شیر سنگھ ملتان سے کوچ
کر رہا تھا تو صاحب دیال نے اس کے دو ہزار سے زیادہ خچر - اونٹ
اور بیل چھین لئے اور گو اس سے شیر سنگھ نے اپنے کوچ کی سمت نہ
بدلی مگر پھر بھی یہ ضرور ہوا کہ اُس کی فوج آگے بڑھنے سے رُک گئی -
نومبر میں صاحب رزیڈنٹ نے مصر صاحب دیال کو منتخب کر کے
اس کام کے لئے منتخب کیا کہ دربار کی طرف سے فوج انگریزی کے
مستقروں کے ساتھ رہے - اس خدمت کو مصر موصوف نے نہایت
سرگرمی اور عقلمندی سے انجام دیا - غنیم کی کارروائیوں کے باب
میں اس نے بڑی مفید معلومات حاصل کیں اور فوج کے لئے سامان
رسد افراط سے مہیا کر دئے - بعد ازاں شیخ امام الدین خاں سکندر خاں
اور بندا خاں وغیرہ کے ساتھ کرنیل ٹیلر کی فوج سے جا ملنے کے لئے

ایک دریائے سندھ کے کنارے اور تیسری شمال مشرقی سرحد پر تجارت کشمیر کے واسطے۔ نئے محصولات فقط بائیس اجناس پر محدود کر دئے گئے جن کی آمدنی کا تخمینہ ۱۳۴۸۲۲ روپیہ ہوا جس پر سالانہ خرچ صرف ۳۷۰۰۰ یعنی تین فی صدی سے بھی کم تھا۔ نئے محاصل میں ایزادی آبکاری کے لائسنسوں سے کی جانی تجویز ہوئی ایک ہلکے محصول میز بحری سے تخمیناً ایک لاکھ روپیہ اور نکل آیا۔ کانہائے نمک کا بہترین اور زیادہ کفایت شعاری سے انتظام کیا گیا۔ تجارت کی اس عظیم الشان سہولت کے باوجود بھی محاصل میں صرف ایک آٹھواں حصہ کم ہوا۔ الحاق کے بعد پنجاب بھر میں محصولات موقوف کر دئے گئے مگر ۶ سال کے بعد محکمہ آبکاری کی ۲ لاکھ اور محصول نمک کی ۱۹ لاکھ آمدنی ہوئی اور تجارت کی رکاوٹیں دور ہو جانے سے ملک میں مادی لحاظ سے ایسی خوشحالی ہوئی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

نومبر سنہ ۱۸۴۷ء میں مصر صاحبدیال نے محسن الدولہ بیر بر کا خطاب حاصل کیا۔ جون سنہ ۱۸۴۸ء میں ملتان میں بغاوت ہو جانے کے تین مہینے بعد مشہور و معروف باوا بیر سنگھ کا ایک چیلا بھائی مہاراج سنگھ اس قسم کے آدمیوں کی کثیر تعداد جمع کر کے جو سرکار سے ناخوش تھے مانجھا سے باغی مول راج کے ساتھ ملتان میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ سکھ فوج میں سے کوئی بھی بھائی مہاراج سنگھ کے گرفتار کر لینے کی جرأت نہ کرتا تھا مگر مصر صاحبدیال نے جو اس وقت جھنگ کا جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے کاردار تھا اقرار کیا کہ اگر مہاراج سنگھ جھنگ کی طرف نکال دیا جائے تو وہ اس کے آگے نہ بڑھنے کا ذمہ دار ہوگا۔ خوش قسمتی سے ایسا ہی ہوا کچھ غیر آئین فوج اور نمبر ۱۴ ڈریگون نے بھائی کی فوج کا تعاقب کیا

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

کچھ فکر نہ کیا گیا تھا - ایندھن - سبزیات - غلہ - گھی اور دیگر ضروریات جو نہایت مفلس آدمی کے واسطے بھی لابد ہیں سب پر محصول لیا جاتا تھا اور نہ صرف ان محاصل کی شرح نامناسب تھی بلکہ ان کی وصول میں بھی نہایت بیجا تشدد کیا جاتا تھا ملک میں جابجا چونگی خانے تھے جن میں مسافر یا سوداگر سے گستاخانہ و جابرانہ سلوک کے علاوہ ان کو خواہ مخواہ روک لیا جاتا تھا - ہر قصبے کی شرح محصول الگ تھی جب کوئی جنس قصبے میں لائی جاتی تو اُس پر محصول درآمد لیا جاتا تھا - دوسرا محصول اسی جنس پر اُس وقت لیا جاتا تھا جب یہ دُکاندار کے پاس پہنچتی تھی اور اسی پر محصول برآمد اُس وقت لیا جاتا تھا جبکہ وہ شہر سے پھر باہر لیجائی جاتی تھی مزا یہ ہے کہ اس محصول سے جتنی لوگوں کو تکلیف اور بیوپار کا ہرج ہوتا تھا اُتنا محصولات کی اس قدر زیادتی پر بھی گورنمنٹ کو فائدہ نہ تھا - ۸-۴۸ ہدات سے محصولات کی کل آمدنی ۱۶۳،۱۱۴ روپیہ ہوتی تھی اور خرچ عملہ جو محصول کے وصول کرنے کے واسطے مامور تھا ۱۱۰۰۰۰ روپیہ یا قریباً ساٹھ فی صدی تھا - دیوان مول راج کے حساب سے جو رلیا رام سے پہلے پنڈ دادنخاں کی کانہائے نمک کا مینیجر تھا ظاہر ہوتا ہے کہ ۸۱۸۸۲۰ روپیہ کی آمدنی میں سے تیس روپیہ فی صدی اخراجات اور نقصان میں چلے جاتے تھے *

میجر ایچ لارنس صاحب بہادر رزیڈنٹ اور اُنکے بھائی جان لارنس صاحب بہادر کی زیر نگرانی جن کے قابل صلاح کار مسٹر رلیا رام صاحب تھے کل انتظام بدل گیا - چونگی خانے محصول گزرات اور محاصل شہر ہو گئے - تین لینیں سرحد پر قائم کی گئیں ایک بیاس اور ستلج کا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

مصر لیارام کا دوسرا بیٹا صاحب دیال اپنے باپ کے ماتحت محکمۂ چنگی میں منشی ہوکر سکھوں کی ملازمت میں داخل ہوا اور ۱۸۳۲ء میں فوج باقاعدہ کے بخشی خانے میں اسکی تبدیلی کردی گئی۔ ۱۸۳۹ء میں اسے جالندھر کے محکمۂ چنگی کا افسر بنایا گیا اور ستلج کی لڑائی کے ختم ہونے تک اسی عہدے پر مامور رہا۔ ۱۸۴۶ء میں جب جھنگ کا وسیع ضلع صوبہ ملتان سے جس کے یہ تیسرے حصے کے برابر تھا علیحدہ کیا گیا تو مصر لیارام کو اس کا کاروار بنا دیا گیا اور یہ مع صاحب دیال اس کے ضوابط محصولات کی نظرثانی کرنے کے لیے مقرر ہوا۔ اگست ۱۸۴۷ء میں دونوں باپ بیٹوں نے فارسی میں اعزازی خطاب حاصل کئے اور اسی سال ستمبر کے مہینے میں سکھوں کے سارے علاقے کے محصولات ان کے زیر اہتمام کردئے گئے۔ ہر پندرھویں دن وہ حساب کی ایک نقل براہ راست رزیڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں اور ایک دربار میں پیش کیا کرتے تھے اور تمام ماتحت افسران محکمہ کی تقرری و برطرفی کے ان کو اختیارات تھے۔ ان نئے انتظامات کا زیادہ بوجھ مصر صاحبدیال پر پڑا کیونکہ اس کا باپ اس زمانے میں بڈھا ہوگیا تھا اور صاحبدیال نے جس سرگرمی اور لیاقت سے اس انتظام پر عمل درآمد کیا بہت قابل تعریف ہے کیونکہ اس انتظام کے بہت سے مراتب خود اس کے خیالات سے جو وہ محکمہ مال کی نسبت رکھتا تھا۔ متضاد تھے +

سکھوں کی عملداری میں تقریباً ہر جنس پر محصول لیا جاتا تھا۔ عیش و سامان مایحتاج میں امتیاز کرنے کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ مگر امیر اور غریب میں محصول کا بوجھ حسب حیثیت تقسیم کرنے کا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
SL

سنہ ۱۸۱۲ء میں محکمہ چنگی کا افسر مقرر کردیا۔ اس زمانے میں کشمیر اور ملتان اور ڈیرہ جات کے علاقے مفتوح نہ ہوئے تھے مگر جب ان علاقوں میں سے کوئی لیا جاتا تھا اسی وقت رلیارام کو اس کے محکمہ چنگی کا انتظام سپرد کردیا جاتا تھا۔ اس کی تقرری سے پہلے محصولات کے وصول کرنے کا کوئی باقاعدہ دستور نہ تھا بلکہ ہر ناظم سوداگروں سے جو اُس کے علاقے میں سے گزرتے تھے زیادہ سے زیادہ ممکن الوصول رقم وصول کرلیتا تھا رلیارام نے پنڈدادنخاں کی نمک کی کانوں کے محاصل بہت زیادہ کردئے اور روپئے کا دستور جاری کیا*

سنہ ۱۸۲۱ء میں جب سکھ فوج مانکیرہ کی لڑائی میں مشغول تھی سردار جے سنگھ اٹاری والا باغی ہوگیا اور مصر رلیارام کو دوسرے سرداروں کے ساتھ اُس کی سرزنش کے واسطے بھیجا گیا۔ ایک بھاری جمعیت کے ساتھ اس نے باغی سردار کے قلعہ کالرکہار پر حملہ کرکے اس کو فتح کیا اور جے سنگھ کو مجبوراً دوست محمد خاں والیِ کابل کے پاس پناہ لینے کے لئے بھاگ کر جانا پڑا۔ سنہ ۱۸۳۰ء میں رلیارام جس کی مستعدی اور راستبازی کی وجہ سے دربار میں اس کے دشمن پیدا ہوگئے تھے موردِ عتاب ہوا اور اس کو ایک لاکھ روپیہ جرمانہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ عتاب زیادہ تر کرپارام چوپڑے کے اثر سے تھا۔ سنہ ۱۸۳۲ء میں رلیارام محافظ دفتر بنایا گیا۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں اس نے مکھڈ ضلع راولپنڈی میں ایک گندھک کی کان دریافت کی جس سے مہاراجہ شیر سنگھ اس قدر خوش ہوا کہ علاقہ جنڈیالہ میں ۱۱۰۰ روپیہ کی جاگیر عطا کی اور فارسی میں ایک اعزازی خطاب دیا*

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

ایک عورت حکمران ہے بڑی آسانی سے فتح ہوجائیگا مگر اس عورت نے
جس کو چھجومل کی اعانت سے تقویت تھی اس علاقے کو بڑی بہادری سے
بچایا۔ چھجومل کو کئی دفعہ دشمنوں کے حملے سے اپنے کٹڑے کو بچانا پڑا
اور ایک موقع پر رام گڑھیوں کو پسپا کرنے میں اس نے دو برچھی کے زخم
کھائے۔ چھجومل نے محصولات چنگی کو نصف سے زیادہ کم کردیا اور اس طرح
بہت سے سوداگروں نے ادھر التفات کی اور کنھیا کڑہ میں آباد ہوگئے۔
نوجوان رنجیت سنگھ جو سداکور کی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد اپنے
دشمنوں یعنی بھنگیوں کے خوف سے بکمال احتیاط امرتسر آیا کرتا تھا چھجومل
کے ہاں ہی ٹھیرا کرتا تھا اور چھجومل نے سنہ ۱۸۰۲ء میں اس کو شہر کا قبضہ حاصل
کرنے میں بڑی امداد دی۔ چھجومل رامانند کے ساتھ امرتسر کے محصولات
سنہ ۱۸۱۳ء تک وصول کرتا رہا پھر اسے کانگڑے بھیج دیا گیا جہاں یہ تین
سال رہا اور بعد ازاں اجازت حاصل کرکے ہردوار اور بنارس کی جاترا
کے لئے گیا۔ سنہ ۱۸۲۰ء میں وہاں سے واپس آکر وہ پھر کام پر نہیں لگا
کیونکہ مہاراجہ نے سداکور کے جس کی وجہ سے چھجومل پہلے پہل رنجیت سنگھ
کی ملازمت میں داخل ہوا تھا تمام مقبوضات دبا لئے تھے۔ چھجومل سنہ ۱۸۲۱ء
میں فوت ہوا۔

چھجومل کے بڑے لڑکے رلیا رام نے غیر معمولی طور پر اچھی تعلیم حاصل
کی تھی۔ اسے سنسکرت۔ فارسی اور ہندی سے خوب واقفیت تھی اور
یہ ریاضی و کیمیا کا عالم بھی تھا۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں امرتسر کے ضلع کا انتظام اسکے
سپرد کیا گیا اور اس نے ڈکیتی اور راہزنی کے فرو کرنے میں بڑی ہمت
اور جرأت سے کام کیا۔ رنجیت سنگھ اس کی گرمجوشی سے ایسا خوش ہوا کہ

سردار بہادر لچھمی سہائے ایک معزز برہمن خاندان سے ہے جسکے بزرگ شہنشاہان دہلی کی ملازمت میں تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سوگیارام نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر محمد شاہ کی جان بچائی تھی کیونکہ ایک راجپوت قاتل ایک دن شاہی دربار میں آکر شہنشاہ پر حملہ کرنے کو تھا کہ سوگیارام نے جھپٹ کر اُسے قتل کر دیا گو ایسا کرنے میں وہ خود بھی سخت زخمی ہوا۔ اس کا بیٹا کنول نین ترک وطن کرکے لاہور آگیا جو اُن دنوں نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملوں اور سکھوں کی جن کی طاقت اور دلیری بسرعت بڑھتی جاتی تھی روزافزوں راہ زنی سے ایسی جگہ نہ رہی تھی کہ یہاں آباد ہونا پسندیدہ ہو۔ افغانوں کے ساتھ ایک لڑائی میں اس کے پورے ۲۶ رشتہ دار مارے گئے اور خود کنول نین بڑی مشکل سے بھاگا۔ وہ اپنا اکلوتا بیٹا چھجو مل جو اُس وقت قریباً ۱۰ سال کی عمر کا تھا چھوڑ کر جوانی میں فوت ہوگیا +

چھجو مل جوان ہو کر سردار جے سنگھ کنھیا کی ملازمت میں داخل ہوا جو سکھ مسلوں میں سب سے زیادہ طاقتور مسل کا سردار تھا سردار کی فوج میں اسے کمان ملی اور گرد و نواح کے رؤسا کے ساتھ بہت سی مہمات میں شامل ہوا۔ وہ سنہ ۱۷۸۳ء میں اچل کی لڑائی میں موجود تھا جس میں سردار جے سنگھ کا لڑکا گوربخش سنگھ جسّا سنگھ رام گڑھیہ اور مہان سنگھ سوکر چکیہ کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بعد اسے کنھیا کٹڑے یا شہر امرتسر کے اُس محلّے کا جو اُس وقت مشہور ہوتا جاتا تھا چودھری بنا دیا گیا اور جے سنگھ کی وفات پر رئیس مذکور کی بہو مائی سدا کور کے ماتحت بھی اسی عہدے پر مامور رہا۔ گرد و نواح کے سرداروں کو خیال پیدا ہوا کہ وہ علاقہ جن کو

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

GSL

سردار بہادر لچھمی سہائے

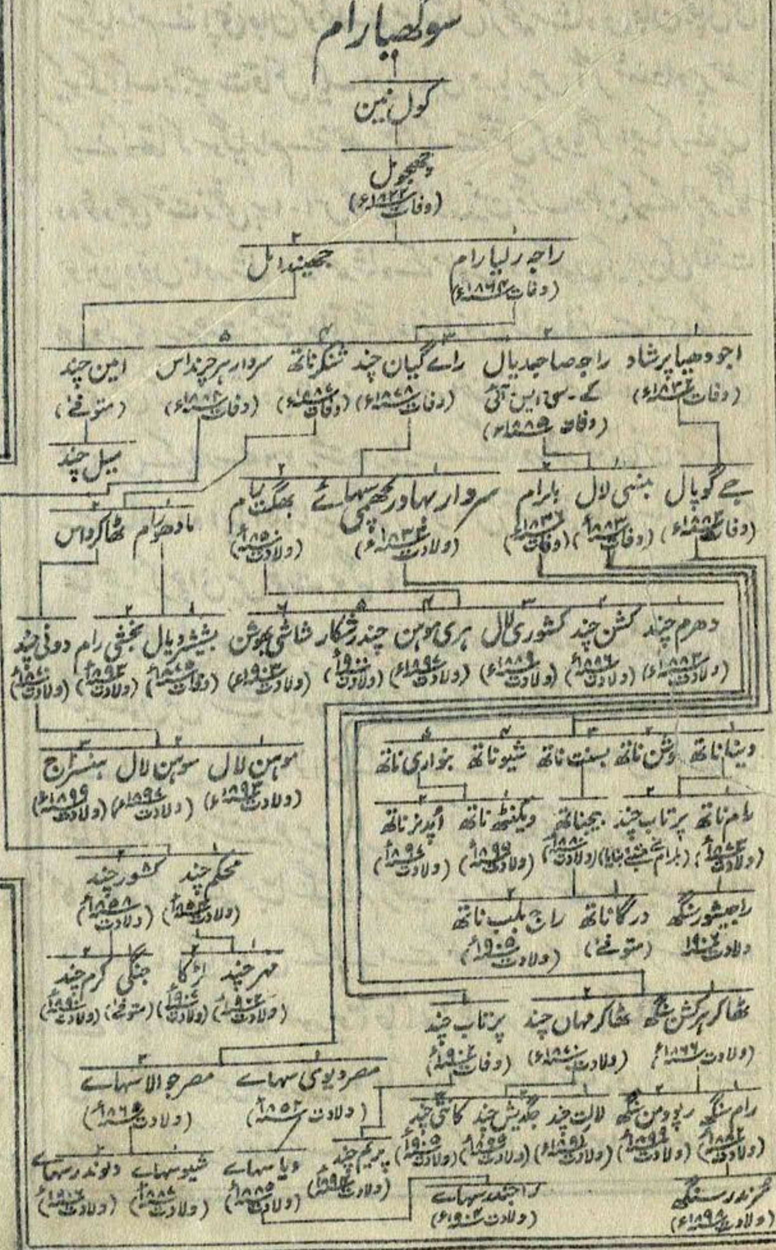

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار محکم چند رئیس امرتسر

Sardar Mohkam Chand of Amritsar.

بیرسر ٹھاکر مہاں چند رئیس امرتسر

Thakur Mahan Chand of Amritsar.

CSL

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

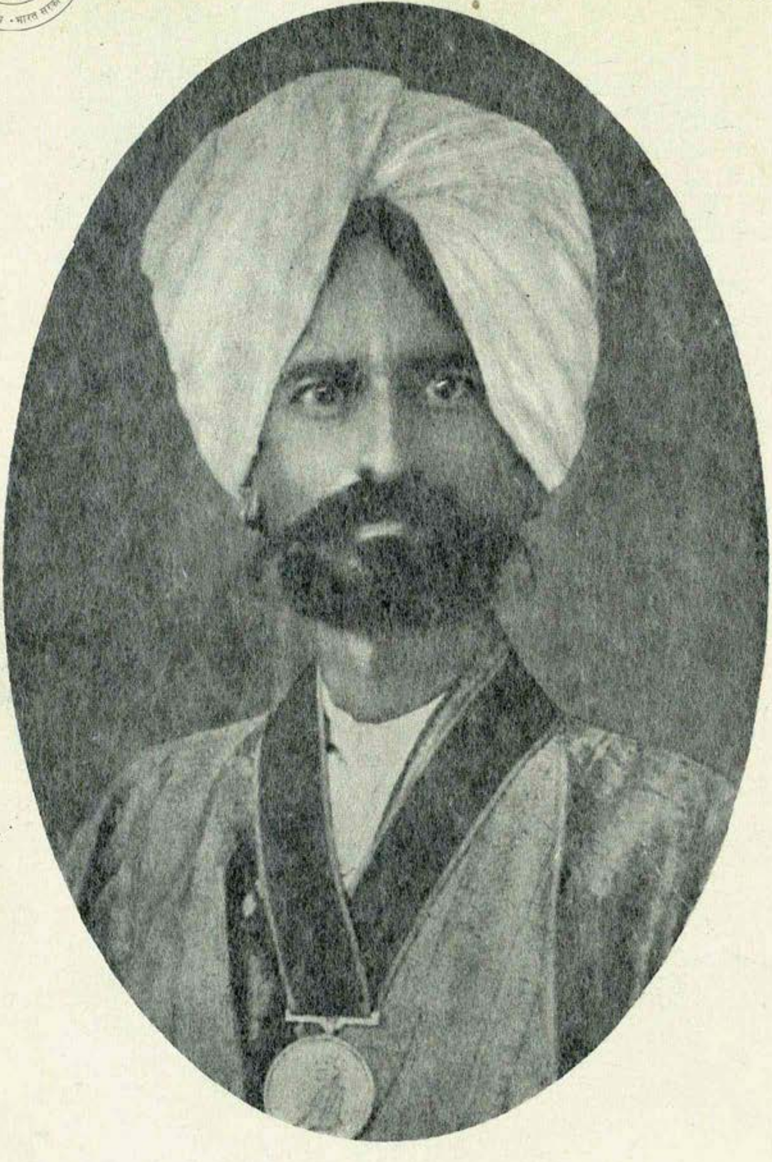

بیربر ٹھاکر ہرکشن سنگھ رئیس کشن کوٹ

Birbar Thakur Harkishan Singh of Kishankot

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

سردار لچھمی سہائے سردار بہادر رئیس امرتسر

Sardar Lachluni Sahai, Sardar Bahadur, of Amritsar.

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

سردار ہرچرن داس رکن الدولہ رئیس امرتسر

The late Sardar Harcharan Das, Rukn-ud-daula, of Amritsar.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

رائے گیان چند رئیس امرتسر

The late Rai Gayan Chand of Amritsar.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

بیربر راجہ سر صاحبدیال کے سی ایس آئی رئیس کشن کوٹ

The Late Birbar Raja Sir Sahib Dayal, K.C.S.I., of Kishankot.

108

CSL

اسے تھانہ کتھونگل کے ۱۳۳ مواضعات پر اختیارات دیکر نوشہرہ کا آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم بنایا گیا اور سنہ ۱۹۰۷ع میں اسی علاقے پر اسے مجسٹریٹ درجہ اوّل کے اختیارات دئے گئے - یہ پراونشل درباری اور دربار صاحب کا منیجر ہے جو بڑے رسوخ اور ذمہ واری کا عہدہ ہے سنہ ۱۹۰۳ع میں اپنے چچیرے بھائی وساوا سنگھ کی وفات پر اڑور سنگھ نے اس کی تمام جائداد ترکے میں حاصل کی - اس کے قبضے میں قریباً ۱۵۰۰ روپیہ مالیت کی زیادہ تر ضلع گورداسپور کی جاگیریں نہر چناب کے ۳۳ مربعے اور ضلع امرتسر میں قریباً ۸۰۰ گھماؤں اراضی ہے *

اس کی لڑکی سردار منگل سنگھ آنریری مجسٹریٹ رئیس کوٹ شیرا ضلع گوجرانوالہ سے بیاہی گئی ہے *

CSL

سردار جسا سنگھ دو سال تک سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کے ماتحت دربار صاحب امرتسر کا منتظم اور لہنا سنگھ کے بنارس چلے جانے کے بعد دربار لاہور کا ملازم رہا مگر پنجاب کے الحاق پر یہ ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی ۷۰۰ روپیہ کی نقد پنشن ضبط ہو گئی - اس کے قبضے میں ۲۸۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیریں تھیں جو زیادہ تر ضلع گورداسپور میں مواضعات ملکانہ - جیاتی - سالو وال - بہرام پور - ملکہ والا - رتن گڑھ اور شیر گڑھ میں تھیں ان کے علاوہ دو چاہ اور ایک باغ نوشہرہ ننگل میں تھے جہاں وہ عموماً رہا کرتا تھا - یہ جاگیریں خاندان کے نام علے الدوام واگزار ہیں ٭

سردار جسا سنگھ کا اکلوتا بیٹا ہرنام سنگھ محکمہ پولیس میں ڈپٹی انسپکٹر تھا اور اس کا انتقال ۱۸۶۸ء میں ہوا - کاہن سنگھ کا بھائی رنجیت سنگھ کبھی رئیسان مجیٹھیہ کے ماتحت نہیں تھا - وہ اپنے باپ کی وفات کے فوراً بعد اپنے باپ کی جاگیر کا نصف حصہ ترکے میں پاکر راجہ ہیرا سنگھ کے بریگیڈ میں رسالے کا ایک کمیدان بنا دیا گیا - اس نے ملتان - بنوں - پشاور - اور اَور مقامات میں خدمات کیں مگر کچھ زیادہ ممتاز آدمی نہ تھا - وہ ۱۸۴۲ء میں ایک لڑکا وساوا سنگھ نامی جو اُس وقت چھ مہینے کی عمر کا تھا چھوڑ کر مارا گیا ٭

ہرنام سنگھ نے ایک لڑکا اردڑ سنگھ نامی چھوڑا جو اپنے باپ کی وفات پر ۴ سال کی عمر کا تھا - اس کی جائداد کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں رکھی گئی اور علے التواتر متوفی سردار گلاب سنگھ بھاگووالیہ اور اجیت سنگھ اٹاری والے کے انتظام میں رہی - اس نے گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر میں تعلیم پائی اور ۱۸۸۵ء میں سن بلوغ کو پہنچا - ۱۸۸۶ء میں

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

رہے یہاں تک کہ قریباً ۱۷۵۲ء میں مرزا سنگھ سردار جے سنگھ اور حقیقت سنگھ کنھیا کی مسل میں شامل ہو گیا اور مفتوح علاقے میں سے اپنے حصے میں مواضعات رتن گڑھ۔ اچک۔ پھوڑی۔ بھیکو چک۔ رام پور۔ سالووال۔ ملکانہ اور کئی اور مواضعات جو سب ۱۵۰۰۰ روپیہ سالانہ مالیت کے تھے حاصل کئے۔ مرزا سنگھ ۱۷۸۷ء میں فوت ہوا اور حقیقت سنگھ کے بیٹے سردار جیمل سنگھ نے متوفیٰ کی اعلیٰ اور کثیر خدمات کو اپنے دل سے محو کر کے اس کی جاگیر کا بڑا حصہ ضبط کر لیا پھر سردار فتح سنگھ کنھیا نے انہیں اور بھی گھٹا دیا مگر جب مرزا سنگھ کے لڑکے جوان ہوئے تو سردار ندھان سنگھ کنھیا نے انہیں مادھو پور اور سالووال ضلع ہوشیار پور جو ۵۰۰ روپیہ مالیت کے تھے عطا کئے اور رنجیت سنگھ کی خوشدامن مائی سدا کور نے کاہن سنگھ کو مواضعات بھوگر۔ بڑیالہ اور کوہالہ کہ ۲۰۰۰ کی مالیت کے تھے دئے۔ جب رنجیت سنگھ نے کنھیا مسل کے مقبوضات چھین لئے تو کاہن سنگھ کے ہاتھ سے آخر الذکر مواضعات بھی نکل گئے مگر اسے غیر آئینی رسالے میں افسر بنا دیا گیا اور وہ اپنی رجمنٹ کے ساتھ قصور پر اور کانگڑہ کی ۱۸۰۹ء کی لڑائی میں لڑا۔ جب سردار دیسا سنگھ مجیٹھیہ کو بیاس اور ستلج کے درمیانی تمام پہاڑی علاقہ جات کا ناظم بنایا گیا تو کاہن سنگھ کو اس کے ماتحت رکھا گیا اس وقت سے لیکر کاہن سنگھ اور اس کا بیٹا جبتا سنگھ دونوں رئیسان مجیٹھیہ کی ملازمت میں رہے۔ یہ دونوں مجیٹھیہ سرداروں کے ہمراہ میدان جنگ میں جاتے رہے۔ ان کے ماتحت سول عہدوں پر مامور رہے اور ان کی تاریخ اپنے آقاؤں کی تاریخ سے کسی بڑی بات میں مختلف نہیں ہے۔

سردار اروڑ سنگھ نوشہریہ

چوہڑ سنگھ

سردار مرزا سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۰۶ء)

سردار رنجیت سنگھ (۱)
(وفات سنہ ۱۸۳۶ء)

وساوا سنگھ
(وفات سنہ ۱۹۰۴)

سردار کاہن سنگھ (۲)

سردار جبا سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۶۷ء)

ہرنام سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۶۵ء)

سردار اروڑ سنگھ
(ولادت سنہ ۱۸۶۴ء)

پچھمن سنگھ (۱)
(وفات سنہ ۱۸۹۵ء)

بوٹا سنگھ (۲)
(ولادت سنہ ۱۹۰۳ء)

رئیسانِ مجیٹھ کی طرح سردار اروڑ سنگھ شیرگل جاٹ قوم کا ہے۔
چودھری سروانی نے جو شیر بانی قوم سے پندرھویں پشت میں تھا شہنشاہ شاہجہاں کے عہدِ حکومت میں موضع نوشہرہ تعمیر کیا جس کا دوسرا نام رائے پور سروانی مشہور ہے اور گردونواح کے علاقے کا مالیہ جمع کرنے کے عوض اس کے پاس یہ موضع بطور معافی رہا۔ کئی پشتوں تک اس خاندان میں چودھری کا عہدہ رہا اور یہ مالیہ شاہی خزانے میں ادا کرتے

تیسرا بھائی لہنا سنگھ نائب تحصیلدار تھا مگر کنبے میں بہت سی موتیں ہو جانے کے باعث وہ ملازمت سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا بیٹا جھنڈا سنگھ وکیل ہے اور اس کا ابنائے میں اچھا کام چلتا ہے۔ اس کا پوتا دیال سنگھ ولد ہردیو سنگھ محکمہ کریمینل انوسٹیگیشن میں انسپکٹر کے عہدے تک ترقی پا گیا ہے اور خطاب سردار بہادر و تمغہ رائیل وکٹورین حاصل کئے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں اس کے بہت اچھے کاموں کے عوض ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے اسے ایک اعزازی تلوار عنایت کی اور ایک سرٹیفکٹ بھی مرحمت فرمایا۔

پاس گیا اس کے باپ کی جاگیر کا تین چوتھائی حصہ جو ۴۶۸ روپیہ سالانہ مالیت کا ہے اس کی حین حیات کے لئے جاری رکھا گیا اور ۲۴۰ روپیہ سالانہ پنشن اس کی ماں کو عطا کی گئی +

خاندان کی دوسری جائداد میں امرتسر کا ایک بڑا باغ دربار صاحب کے پاس ایک بنگہ۔ شہر کے مختلف حصوں میں کچھ دکانیں۔ ہردوار میں ایک مکان۔ تحصیل امرتسر میں قریباً ۳۵ بیگھے اراضی اور نہر چناب کی شاخ شرقپور پر ۲۰۰ ایکڑ اراضی شامل ہیں۔ بھائی گوربخش سنگھ اپنے باپ کی جگہ دربار صاحب کے شکست وریخت کے کاموں کا بھی مہتمم ہوا ہے اور جاگیر بھی جو گورنمنٹ نے مندرہ مذکور کے نام دی ہوئی ہے اسی کے زیر اہتمام ہے۔ بھائی گوربخش سنگھ ۱۸۹۷ء میں انگلستان گیا اور ۱۹۰۰ء میں بیرسٹر ہو کر آیا اس کے سب سے بڑے بیٹے صوبہ سنگھ کی شادی سردار جھنڈا سنگھ رئیس بٹالہ ضلع گوجرانوالہ کی پوتی سے ہوئی +

بھائی ارجن سنگھ ۱۸۶۳ء میں فوت ہوا۔ اس کے بیٹے جواہر سنگھ کو گورنمنٹ سے ایک سو روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا رہا جو اس کے بالغ ہونے پر بند ہو گیا۔ ارجن سنگھ کی بیوہ خزانہ امرتسر سے ۲۵۰ روپیہ سالانہ پنشن پاتی ہے +

مادھوسدھن سنگھ ۱۸۵۷ء میں اُن دس سواروں کا جو اس کے بھائی نے بھرتی کئے تھے جمعدار ہو کر ملازمت میں داخل ہوا۔ اسی سال وہ اجنالہ کے مقام پر باغیوں کو گرفتار کرنے کے وقت موجود تھا اور اس کو رسالدار بنا کر تھانیسر بھیجا گیا جہاں وہ ۱۸۶۴ء میں فوت ہو گیا۔ اسکی بیوہ کو حین حیات کے لئے ۲۵۰ روپیہ سالانہ کی پنشن دی گئی +

III

کی جاگیر مالیتی ۵۴۸۸ روپیہ ان بھائیوں کی حین حیات کے لئے اس شرط پروا گزار ہوئی کہ وہ ایک چوتھائی مالیہ سرکار میں ادا کیا کریں اور اس سے زیادہ اس خاندان کے لئے سرکار انگریزی اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔ بھائی گورمکھ سنگھ کو اس کی بڑی جاگیریں جس قدر کہ مذہبی فضیلت کی وجہ سے ملی تھیں اُسی قدر اُن کے حاصل کرنے میں اس کی سازشوں کو دخل تھا۔ اُس نے دولت اور سیاسی اختیارات حاصل کرنے کے لئے بڑے نازک وقت اور جوکھوں میں داؤ ڈالا تھا مگر بازی ہار گیا تھا اگرچہ سکھ سرکار اور خاص کر فوج اس کے قتل ہو جانے پر جو خود فوج والوں کی بدعقیدتی کے باعث وقوع پذیر ہوا تھا از راہ تاسف غالباً اُس کے خاندان کو بارسوخ رتبے دیدیتی مگر سرکار انگریزی سے یہ توقع نہ ہو سکتی تھی کہ اس کو اس خاندان کے ساتھ کوئی ہمدردی ہوتی یا اُسکے بگڑ جانے پر کچھ افسوس ہوتا +

بھائی پردمن سنگھ ۱۸۵۳ء میں سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کے ہمراہ بنارس گیا۔ بعد ازاں امرتسر کے دربار صاحب کے شکست و ریخت کا اسے منتظم بنایا گیا اور ۴۰۰۰ روپیہ سالانہ کی جاگیر جو دربار صاحب کے قیام کے لئے دوامی ملی ہوئی تھی اس کے زیر اہتمام رہی۔ بھائی پردمن سنگھ بڑا مستعد اور پبلک کا خیر خواہ تھا وہ دربار صاحب اور شہر کے متعلق ہر ایک امر میں بڑی دلچسپی لیا کرتا تھا۔ وہ امرتسر میں آنریری مجسٹریٹ تھا اور ۱۸۷۵ء میں فوت ہوا +

بھائی گوربخش سنگھ اپنے باپ کا جانشین تسلیم کیا گیا اور اُس کی جگہ پراونشل درباری ہوا۔ کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں اُس کو بڑی احتیاط کے ساتھ تعلیم دلائی گئی اور اس نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان انٹرنس